فروری
2024ء

یا اللہ!
فلسطین کے
مسلمانوں کی مدد فرما
آمین

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ (القرآن:54)

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 18	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)	رجب : 1445ھ
شمارہ : 02	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)	فروری : 2024ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت: محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 800 روپے

معمول کا شمارہ: 80 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیلِ زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		6
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
اسلامک سٹائل ورلڈ آرڈر ___ انسانیت کی تکریم امریکن سٹائل ورلڈ آرڈر ___ انسانیت کی تذلیل	5	محمد رشید عمر	19
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (14)	6	انجینئر فیضان حسن	33
حرمت اقصیٰ اور ہماری ذمہ داریاں	7	انجینئر فیضان حسن	42
ہم کیا کر رہے ہیں؟ لمحۂ فکریہ	8	محمد منظور انور	51
ایمان داری اور امانت داری	9	محمد نذیر یاسین	56
ضمیمہ خصوصی پر اہل علم کے تاثرات	10		57
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	11	عبداللہ ابراہیم	60

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ: یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت 259

اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ

یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا؟) جس کا ایک بستی پر گزر ہوا

Or (didn't you reflect) the one who passed by a town,

وَّ ہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا

جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی

While it was fallen at its roofs (i.e. turned to rubble).

قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا

تو اس نے کہا کہ اللہ اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا

He exclaimed, "How will Allah revive this
town after its disaster."

فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ

تو اللہ نے اس کی روح قبض کر لی (اور) سو برس تک (اس کو مردہ رکھا) پھر اس کو جلا اٹھا

Therefore, Allah made him die for 100 years.

Then He raised him (to life) again.

قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ

اور پوچھا کہ تم کتنا عرصہ (مرے) رہے ہو

Allah (then) asked, “How long did you stay?”

قَالَ لَبِثۡتُ يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ

اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم

He replied, “I stayed a day or less.”

قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ

اللہ نے فرمایا (نہیں) بلکہ سو برس (مرے) رہے ہو

Allah said, “Nay! You have stayed here
for hundred years.”

فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ

اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو

Now, just have a look, at your food and drink

لَمۡ يَتَسَنَّهۡ

کہ (اتنی مدت میں مطلق سڑی) بُسی نہیں

It is not rotten.

وَانۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ

اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (جو مرا پڑا ہے)

And also look at your donkey

(Its bones have decayed).

وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

غرض (ان باتوں سے) یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں

And (all this is) to make you a sign for mankind.

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

اور (ہاں گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم ان کو کس طرح جوڑے دیتے ہیں

Now, look at the bones (of your donkey)

How We assemble these

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا

اور ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھائے دیتے ہیں

Then We cover them with flesh

(in order to bring it to life, again).

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ

جب یہ واقعات اس کے مشاہدے میں آئے

So, when it became evident to him

(that Allah brings dead to life):

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

تو بول اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

He announced, “Now, I clearly know

that Allah is Capable to do everything.”

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے!
نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

علامہ اقبال

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُودٍ :سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

قُلْتُ :یَا رَسُولَ اللّٰہِ، أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟

قَالَ :الصَّلَاۃُ عَلٰی مِیقَاتِہَا

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جو اپنے وقت پر ادا کی جائے

قُلْتُ :ثُمَّ أَیٌّ؟

میں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟

قَالَ :ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ ،

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک

قُلْتُ :ثُمَّ أَیٌّ؟

میں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟

قَالَ :اَلْجِہَادُ فِیْ سَبِیلِ اللّٰہِ

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد

فَسَکَتُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُہٗ لَزَادَنِی

پھر میں خود ہی خاموش ہو گیا، اگر میں مزید پوچھتا تو آپ ﷺ مجھے مزید بتا دیتے

(متفق علیہ ، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

اگر اب بھی نہ جاگے تو!

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مہینوں پر مہینہ گزرتا چلا جارہا ہے اور فلسطین میں ظلم اسی طرح جاری ہے۔ تقریباً گزشتہ چار مہینوں سے ہر گزرتا ہوا دن شہیدوں، زخمیوں، بے گھروں، بیواؤں اور یتیموں کی تعداد میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے۔ یہ صورت حال اُمت مسلمہ کے لیے ایک بڑی آزمائش ہے اور بحیثیت مجموعی اُمّت مُسلمہ اس آزمائش میں تاحال ناکام ٹھہری ہے۔ مسلمان حکمرانوں کی بے حسی پر تو کچھ کلام کی ضرورت ہی نہیں، مسلمان عوام کی کثیر تعداد بھی اس معاملے میں غفلت کا ہی مظاہرہ کررہی ہے۔ اگر کچھ لوگ بیدار ہیں تو وہ احتجاجی مظاہروں، نعروں اور بنیادی ضروریات کے سامان کے چند ٹرک کی امداد سے زیادہ کچھ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

ایسا کیوں نہ ہوا کہ مسلمان حکمران آزمائش کی اس گھڑی میں فلسطین کی حمایت میں کھڑے ہوتے اور اسرائیل کے خلاف عملی اقدامات بھی کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد بھی نازل ہوتی، غاصبوں کو شکست فاش ہوتی اور مظلوم فلسطینیوں کو ان کے چھینے ہوئے حقوق واپس مل جاتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

ایسا کیوں نہ ہوا کہ مسلمان عوام اُٹھ کھڑی ہوتی، اپنے مسلمان حکمرانوں پر دباؤ ڈالتی ــــــ بلکہ اس سے بھی اہم تر بات یہ ہے کہ اس آزمائش کی گھڑی میں آنکھیں کھل جاتیں، اپنی کوتاہیوں پر نظر پڑتی، اپنی ذلت ورسوائی کے اسباب ذہن میں تازہ ہوجاتے اور پوری دنیا میں

کسی مقام پر بھی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا واحد حل ـــــ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نظام کا نفاذ ـــــ کی جانب توجہ ہوتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

نتیجتاً ـــــ ظلم جاری ہے اور اُمت مسلمہ اس آزمائش میں ناکام ہو رہی ہے۔ اگر یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو آج فلسطین کی باری ہے (اللہ تعالیٰ اس ظلم کو ختم فرمائے۔ آمین) اور کل (اللہ نہ کرے) کسی اور کی باری ہوگی ـــــ تا آنکہ اُمت جاگ جائے اور اپنے مشن کی طرف متوجہ ہو۔

امّت کے جن لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آ جائے تو وہ اوّلاً ـــــ خود سچی توبہ کریں اور اپنی استطاعت کے مطابق اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ڈھال لیں۔ ثانیاً ـــــ الاقرب فالاقرب کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سوئی ہوئی اُمت کو جگانے کا فریضہ سرانجام دیں اور ثالثاً ـــــ اللہ کے نظام کے قیام کے لیے جدوجہد میں لگ جائیں۔

سورۃ الصّف کے مطابق آخرت کے دردناک عذاب سے چھٹکارے حاصل کرنے کے لیے تجارت تو ہے ہی یہی اور دنیا میں ذلت و رسوائی کی دلدل سے نکلنے اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد اور دنیاوی کامیابی و غلبہ حاصل کرنے کا واحد راستہ بھی یہی ہے۔

ہم نشیں! مسلم ہوں میں، توحید کا حامل ہوں میں
اس صداقت پر ازل سے شاہد عادل ہوں میں
نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مُسلم کے تخیّل میں جسارت اس سے ہے
حق نے عالم اس صداقت کے لیے پیدا کیا
اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ

تمہید

سورۃ آل عمران کا آغاز ہو رہا ہے تو تمہیداً چند باتیں ذہن میں رہنی چاہئیں کہ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران یہ آپس میں جوڑا سورتیں ہیں یعنی ان میں بہت مشابہت ہے ایک تو یہ کہ سورۃ البقرہ کے آغاز میں بھی حروفِ مقطعات الٓمّٓ ہیں اور سورۃ آل عمران کا آغاز بھی الٓمّٓ سے ہو رہا ہے۔ پھر ایک عکسی نسبت یہ ہے کہ سورۃ البقرہ میں اہل کتاب کے ایک گروہ یہود سے خطاب کیا گیا ہے اور سورۃ آل عمران میں اہل کتاب ہی کے دوسرے گروہ نصاریٰ (عیسائی) سے خطاب کیا گیا ہے۔ پھر سورۃ البقرہ جو قرآن مجید کی طویل ترین سورۃ ہے اس کے چالیس رکوع ہیں اس لحاظ سے سورۃ آل عمران اس کا بالکل نصف ہے کہ اس کے بیس رکوع ہیں اگرچہ آیات کے اعتبار سے زیادہ ہے سورۃ البقرہ کی 286 آیات ہیں اور سورۃ آل عمران کی 200 آیات ہیں۔ اور بھی درمیان میں جو اہم مضامین آئے ہیں ان میں بہت زیادہ مشابہتیں ہیں۔

مزید ایک بات یہ ہے کہ جیسے سورۂ فاتحہ کے مضامین بیان کرتے ہوئے آپ کے سامنے بات آئی تھی کہ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی سورۃ ہے آغاز ہے، یہ سورۃ ہے تو اللہ کا کلام لیکن وہ ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تلقین کی ہے گویا کہ ہم مسلمانوں کو سکھایا جا رہا ہے کہ تم اپنے پروردگار، اپنے خالق و مالک سے اس طریقے پر استدعا کرو تو وہ تمہاری دعا

قبول کرے گا تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائے گا اور پھر سورۃ البقرہ کے شروع میں بھی آیا کہ ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یہ ویسے تو دنیا کے تمام انسانوں کے لیے راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکتی ہے اس میں وہ potential موجود ہے اس میں وہ ہدایت موجود ہے لیکن اصلاً یہ ان کو خطاب کرتی ہے جو سلیم الفطرت انسان ہیں جو متقین ہیں۔ اُس وقت بھی ہمارے سامنے یہ بات آئی تھی کہ اللہ نے ہر انسان کے اندر بنیادی طور پر تقویٰ کی تعلیم اور فسق و فجور کو پہچاننے کا علم رکھ دیا ہے ﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا﴾۔ اسی کو آپ اس طریقے پر سمجھ لیں کہ اللہ نے ہر انسان کے سینے میں ایک ضمیر ڈالا ہے وہ ضمیر انسان کو اچھے کام کرنے پر شاباش دیتا ہے اور ابھارتا ہے اور اگر آدمی اس ضمیر کی خلاف ورزی کردے تو وہ انسان کو اندر سے کاٹتا بھی ہے تو آدمی guilty conscience محسوس کرتا ہے چاہے دوسرے آدمی کو پتہ نہ چل رہا ہو لیکن آدمی خود تو محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے جو اصل مخاطبین ہیں جو قرآن مجید سے واقعتاً تاثر قبول بھی کرتے ہیں وہ اوسط درجے کے وہ سلیم الفطرت انسان ہیں جو اپنے ضمیر کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ہیں یا قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق کہا جائے تو وہ لوگ جن کے پہلو میں 'نفس لوامہ' موجود ہے یعنی ایسے لوگ بھی نہیں ہیں کہ جو بالکل گمراہی کے راستے پر چلے گئے اب ان کی واپسی کی کوئی امید نہیں ہے وہ لوگ یوں سمجھئے کہ قرآن مجید سے استفادہ نہیں کرسکتے، استفادہ وہی کریں گے جو سلیم الفطرت انسان ہیں اور ان کے پہلو میں ضمیر ابھی تک زندہ ہے جو ان کو نیکی پر شاباش دیتا ہے اور ان کو برائی پر ملامت کرتا ہے۔ ان سلیم الفطرت انسانوں میں جو سب سے چوٹی پر ہیں وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے ﴿اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ (84:37) وہ ایک سلامتی والا دل لے کر اللہ کے پاس آئے تھے۔ یعنی اللہ کے نبی اور پیغمبر کا دل جتنا سلامتی طبع اور سلامتی فطرت سے مزین ہوگا اس سے زیادہ کس کا ہوسکتا ہے؟ اسی طرح سورۃ البقرہ کے اخیر میں جو فرمایا گیا کہ ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وہ ہدایت جو قرآن مجید لے کر آیا ہے اس کو سب سے پہلے کس نے پہچانا ہے؟ جس کی فطرت سلیم ہوگی وہی تو پہچانے گا اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آگے ہیں اور پھر اہل ایمان ہیں

اور اہل ایمان میں بھی سب سے پہلے السابقون الاوّلون ہیں جو جتنا پہلے ایمان لے آیا وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے اپنی سرشت کے اعتبار سے اپنے دل کی پاکیزگی کے اعتبار سے اتنی ہی سلامتی طبع کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوگا۔تو اسی کا ایک رُخ سورۃ آل عمران کے آخری رکوع میں بھی آئے گا۔سورۃ البقرہ کی طرح اس سورۃ کا بھی آخری رکوع بہت اہم ہے لہٰذا یہاں بھی اس کا اور رخ پر تذکرہ آئے گا۔اس کی تفصیل وہاں آپ کے سامنے رکھیں گے۔

سورۃ آل عمران کے مضامین دو برابر حصوں میں منقسم ہیں۔اس سورۃ کی کل 200 آیات ہیں اور 20 رکوع ہیں، پہلے دس رکوع جن کی 101 آیات ہیں پہلا حصہ ہے۔اور دوسرے دس رکوع جن کی 99 آیات ہیں دوسرا حصہ ہے۔ پہلے حصے میں تھوڑی سی تمہید کے بعد نصاریٰ سے خطاب ہے اور دوسرے حصے میں اہل ایمان سے خطاب ہے۔

پھر اس سورت کے پہلے نصف حصے کے بھی مضامین کے اعتبار سے تین حصے بنتے ہیں یعنی اس کے مزید subheads ہیں۔ پہلے حصے کی 32 آیات تمہید پر مشتمل ہیں، اس میں اہل ایمان سے کچھ عمومی گفتگو ہے جو انسان کے معاملات ہیں، اللہ نے انسان کی فطرت میں جو چیزیں ڈالی ہیں اسلام کی بنیادی ضروریات ہیں ان کا تذکرہ ہے۔ عام طور پر جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ہم احکام کو ہی کل دین سمجھتے ہیں کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ بس یہ کل دین ہے جیسے عام آدمی کا نفاذِ شریعت کے بارے میں تصور ہے کہ اسلامی قوانین اور سزائیں نافذ کردو بس اسلام نافذ ہوگیا تو یہ ہمارے تصور کی کوتاہی ہے اس کو اس سورۃ کے آغاز میں واضح کیا جارہا ہے کہ یہ احکام اپنی جگہ لیکن اصل اور چیزیں بھی ہوتی ہیں جو انسان کی فطرت میں ہیں انسان کی سرشت میں ہیں جس کا انسان کی سوچ پر اثر ہوتا ہے انسان کے معاملات پر اثر ہوتا ہے انسان کے طرزِ عمل اور behaviour پر اثر ہوتا ہے وہ بھی ضروری ہیں ان کا بھی تذکرہ کیا جارہا ہے۔ یہ پہلا حصہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوا ہے یعنی سورۃ البقرہ میں جنگ بدر کا تذکرہ ہے کہ وہ ہونے والی ہے۔ جنگ بدر کے فوراً بعد سورۃ الانفال نازل ہوئی ہے اور اس سے مزید بعد سورۃ آل عمران کی ابتدائی 32 آیات کا کچھ حصہ ہے جس میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔

دوسرا حصہ 31 آیات پر مشتمل ہے، اور اس میں نصاریٰ سے خطاب ہے۔ یہ آیات

بہت بعد سن نو ہجری میں نازل ہوئی ہیں یعنی جنگ بدر دو ہجری میں ہوئی ہے تو پہلا حصہ دو ہجری کے اخیر میں یا تین ہجری کے آغاز میں نازل ہوا، جبکہ دوسرا حصہ جس کی 31 آیات ہیں وہ سن نو ہجری میں جا کر نازل ہوا ہے جب یمن کے ایک علاقے نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ مصالحت کے انداز میں بات چیت کرنے اور سمجھنے کے لیے آیا تھا۔ان کے ساتھ جو مکالمہ چلتا رہا ہے اس کا تذکرہ ہے۔

اس سورت کے پہلے نصف کے تیسرے حصے میں اہل کتاب کو کچھ دعوت اور کچھ ڈانٹنے کے ملے جلے انداز میں خطاب فرمایا گیا ہے۔اب ہم اس کا آغاز کرتے ہیں۔

آیات 01 تا 09

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ①

یہ حروفِ مُقطّعات ہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان ایک راز ہیں اور کوئی شخص اس کے حتمی معنی جاننے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔اگرچہ لوگوں نے اندازے لگائے ہیں۔ عربوں میں اس طریقے پر کلام کا کوئی رواج موجود تھا اسی لیے انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا کہ یہ الٓمّٓ حٰمٓ قٓ نٓ الفاظ کیا ہیں؟ وہ تو ہر بات پر اعتراض کرتے تھے ان کو تو موقع چاہیے تھا لیکن اس پر ان کا کوئی اعتراض ریکارڈ پر نہیں ہے۔لہٰذا یہ بات طے ہے کہ ان کے ہاں اس چیز کا کوئی رواج ہوگا کوئی تذکرہ ہوگا اسی لیے انہوں نے اسے ذہناً قبول کرلیا۔اس طرح دنیا کی اور زبانوں میں بھی ہوگا اردو میں بھی شاید ہوگا پنجابی میں تو بہت سی شاعری ایسی ہے کہ جس میں حروفِ مقطعات ہی سمجھئے کہ شروع میں ہوتے ہیں جیسے سلطان باہو کے جو مشہور ابیات میں ہے ع الف، اللہ چنبے دی بوٹی۔اسی طرح بُلھے شاہ کی شاعری میں بھی حروف مقطعات کی طرح کوئی ایک لفظ شروع میں آجاتا ہے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ دنیا کے لٹریچر میں اور ادب میں اس کی کوئی نہ کوئی صنف موجود ہے اور عربوں نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں

اِلٰـہ کا ترجمہ عام طور پر معبود، عبادت کے لائق، حکم ماننے کے لائق، جس کے سامنے سر جھکایا جائے، جس کی پرستش کی جائے، جس کے سامنے اپنے آپ کو بچھا دیا جائے کیا جاتا ہے۔

اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ؕ﴿۲﴾ وہ از خود زندہ ہے، از خود قائم ہے

یعنی ہم اگر زندہ ہیں تو ہمیں کسی ہستی نے زندہ رکھا ہوا ہے، جب تک رکھا ہوا ہے تب تک زندہ ہیں جب وہاں سے پروانہ آجائے گا تو چلے جائیں گے بڑے بڑے چلے گئے عام انسان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ الۡقَیُّوۡمُ وہ از خود قائم ہے اور اس پوری کائنات کو زندہ بھی رکھے ہوئے ہے اور قائم بھی۔

نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ اتاری ہے اس ہستی نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ

یعنی اتنی بڑی ہستی جو تمام آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اُس نے اتاری ہے اے نبی ﷺ آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ۔ ایک مقصد کے ساتھ اتاری ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کتاب کا اترنا purposeful ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو اس کے سامنے ہے

یعنی پہلی کتابیں تورات اور انجیل۔

وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ اور اسی نے اتارا تھا تورات اور انجیل کو بھی

مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے

ہُدًی لِّلنَّاسِ لوگوں کی ہدایت کے لیے

وہ بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے تھیں جیسے اب قرآن لوگوں کی ہدایت کے لیے ہے

وَ اَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ اور اسی نے اتاری تھی شریعت (فیصلے)

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ بے شک وہ لوگ جو انکار کر رہے ہیں اللہ کی آیتوں کا

لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ان کے لیے بہت سخت عذاب ہے

یعنی یہ جو اللہ کی طرف سے شریعتیں اترتی رہی ہیں اور اللہ کے نبی اور رسول آتے رہے ہیں یہ کوئی مذاق یا کھیل نہیں ہے کہ جس نے چاہا مانا اور جس نے نہیں چاہا نہیں مانا، کوئی فرق نہیں پڑے گا، ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کے رسول تو خاص طور پر میزان بن کر اور امتحان بن کر اترتے

ہیں کہ اگر ان کو مانو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے اگر نہیں مانو گے تو پھر دنیا میں بھی اس کا نتیجہ برا نکلے گا اور آخرت میں اس کا انجام تو ہو گا ہی۔

وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اور اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا ہے

ہمیں تو شاید اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے جو یاد ہیں وہ غفور اور رحیم ہیں کہ وہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ’ذوانتقام‘ بھی ہے کہ وہ بدلہ بھی لیتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کی نافرمانی پر کمر کس لے کہ اس نے نافرمانی ہی کرنی ہے، اللہ کے احکام کو توڑنا ہے تو پھر اللہ اس پر قابو یافتہ تو ہے ہی وہ انتقام بھی لیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس نے مہلت دے رکھی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ بے شک اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو یہ کائنات بنائی ہے اور اس میں کوئی چیز اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ ہماری نگاہوں سے کوئی چیز چھپی ہو سکتی ہے ہمارے لیے وہ غیب ہو سکتی ہے لیکن اللہ کے لیے تو سارا ماضی، حال اور مستقبل ہر چیز آنِ واحد میں سامنے موجود ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ وہی ہے اللہ جو تمہاری شکل وصورت بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہتا ہے

وہی اللہ ہے جو تمہاری نقشہ کشی بھی کرتا ہے اور تمہیں صلاحیتیں دے کر دنیا میں بھیجتا ہے۔ دنیا میں کس کو کتنی صلاحیتیں دی گئی ہیں یہ شاید ہم بھی اپنے بارے میں کما حقہ نہیں جان سکتے، اللہ جانتا ہے جس نے بھیجا ہے۔ لہٰذا ہر شخص دنیا میں صلاحیتوں کا جو بھی پیکیج لے کر آیا ہے وہ اللہ کی طرف سے given چیز ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ مثلاً کوئی کتنی عمر لے کر آیا ہے دس سال، بیس سال یا پچاس سال؟ اب اسی کے اندر اس کو کوئی کام کر کے دکھانا ہے۔ پھر وہ جو کچھ بھی لے کر آیا ہے اسی کے مطابق قیامت کے دن حساب کتاب بھی ہے۔ ایک آدمی نوعمری ہی میں فوت ہو گیا اس کا امتحان ایک لحاظ سے آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا ہی پوچھے گا۔ ایک آدمی 80-90 سال دنیا میں زندہ رہا تو اس سے اس کے مطابق ہی پوچھا جائے گا کہ تمہیں اتنے مواقع ملے تھے

اتنی عمر ملی تھی اب بتاؤ تم کیا کر کے لائے ہو۔تو فرمایا: وہی اللہ ہے جو جیسے چاہتا ہے تمہاری نقشہ کشی کرتا ہے،صورت گری کرتا ہے ارحام میں یعنی تمہاری ماؤں کے پیٹ میں۔اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ہر شخص کو اللہ نے کچھ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو given ہیں اس کو انسان تبدیل نہیں کرسکتا اپنی برادری، کنبہ،قبیلہ، ذات پات ،شکل وصورت اور جو بھی کالی یا گوری رنگت لے کر آیا ہے یا اس طرح اور چیزیں ہیں یہ ساری چیزیں انسان کو given ہیں۔اب تم نے اسی کے اندر محنت کوشش کر کے اپنے آپ کو بنانا ہے اور آخرت کی جواب دہی کے لیے تیار کرنا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ٦ نہیں ہے کوئی اِلٰہ اس کے سوا، وہ زبردست ہے حکمتوں والا ہے

یہ جو ہر شخص کے لیے given circumstances ہیں جن کو انسان تبدیل نہیں کرسکتا، انگریزی کے دو اشعار ہیں جو اس کے لیے انسان کے ذہن کو کھولنے والے ہیں۔بعض اوقات کسی شاعر یا کسی اور آدمی کی طرف سے مختلف انداز میں بات آتی ہے تو وہ انسان کے ذہن کو زیادہ واضح کر دیتی ہے۔انگریزی زبان کے دو اشعار ہیں رباعی ہے کہ

O God give us the serenity

To accept the things we cannot change;

اے اللہ! ہمیں سمجھ عطا فرما کہ ہم جان لیں ان چیزوں کو جن کو ہم تبدیل نہیں کرسکتے۔

اب یہی یُصَوِّرُکُمْ جو اللہ نے دے دیے ہیں ہم ان کو تبدیل نہیں کرسکتے۔اے اللہ ہمیں سمجھ عطا فرما کہ ہم جانیں کہ یہ یہ چیزیں اور parameters ہیں جو ہم تبدیل نہیں کرسکتے

and Courage to change the things we can;

اور ہمیں حوصلہ عطا فرما کہ جو چیزیں ہم تبدیل کرسکتے ہیں ان کو ہم بدلیں۔

یہ نظام بدل سکتے ہیں، ظالموں کی حکومت ختم کرسکتے ہیں، جہاد کرسکتے ہیں، نہی عن المنکر کرسکتے ہیں، امر بالمعروف کرسکتے ہیں تو اللہ ہمیں حوصلہ عطا فرما کہ یہ کام کریں۔

And wisdom to know the difference.

اے اللہ! ہمیں وہ عقل اور دانائی بھی عطا فرما کہ ان دونوں میں تمیز کرسکیں کہ کون سی چیز بدلی جانے والی ہے اور کون سی چیز بدلی جانے والی نہیں ہے۔

یہ نہیں ہے کہ ہم گڈ مڈ کر دیں جو چیز نہیں بدلی جاسکتی اس کے پیچھے لگ جائیں کہ اس کو بدل کے چھوڑنا ہے اور جو چیز بدلی جاسکتی ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور کام میں لگے ہوئے ہوں۔ تو یہ معاملات کو تلپٹ کر دینے والی بات ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وہی ہے (اللہ) جس نے نازل کی ہے آپ پر یہ کتاب

یہ هُوَ الَّذِيْ جہاں کہیں بھی آتا ہے اشارہ ہوتا ہے کہ اس اللہ کے سارے اسماء اور صفات ذہن میں رہیں کہ وہ عزیز ہے، ذوانتقام ہے، الحکیم ہے، الحی القیوم ہے، وہ خالق ارض وسماء ہے۔

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ اس میں سے کچھ آیات بڑی محکم ہیں

اب اس کتاب کے مضامین میں جو موٹی موٹی تقسیم ہے اس کے بارے میں فرمایا کہ دو قسم کے مضامین ہیں ایک اس میں کچھ آیات (مضامین) وہ ہیں جو بڑی محکم ہیں بڑی گہری ہیں یا اپنے مضامین میں بہت واضح ہیں ان کی کوئی غلط تاویل نہیں ہو سکتی

هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وہی کتاب کی جڑ ہیں

لفظی ترجمہ تو ہے کہ وہ کتاب کی ماں ہیں یعنی بنیاد اور اساس ہیں

وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اور کچھ متشابہات ہیں

دوسرا مضمون جو اللہ کی نازل کردہ اس کتاب میں ہے وہ متشابہات ہیں، وہ ایک عالم سے متعلق کچھ تفاصیل ہیں جو اللہ نے ہمیں دی ہیں اور وہ verifiable نہیں ہیں، انہیں ہم نہیں جان سکتے۔ جنت کے بارے میں تفاصیل ہیں، دوزخ کے بارے میں ہیں، عالم برزخ کے بارے میں ہیں، فرشتوں کے بارے میں ہیں یہ چیزیں ہم مانتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کو ہم نے نبی مانا ہے تو گویا یہ بات تسلیم کی ہے کہ ان پر اللہ کا فرشتہ آتا ہے، انہیں قرآن سکھا کر جاتا ہے۔ ہم نے تو فرشتہ نہیں دیکھا، ہم نے کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی نہیں دیکھا۔ ہم تو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ جنت، دوزخ، آخرت، نامہ اعمال اور وزنِ اعمال یہ سارا کچھ اسی متشابہات کی کیٹگری سے تعلق رکھتا ہے کہ اصولاً ہم مانتے ہیں لیکن ہم اس کی تفاصیل کو نہیں جان سکتے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ تو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے

زیغ کا معنی ٹیڑھ پن ہے۔ اس میں یہ بات پہلے سے understood ہے کہ جو لوگ سلیم الفطرت ہیں وہ تو محکم آیات کو پکڑ لیتے ہیں کہ یہ بالکل واضح بات ہے ان کو تو پکڑنا ہے اور جو متشابہات ہیں ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ جن کے دل اس سلامتی طبع سے خالی ہیں وہ دوسرا رویہ اختیار کرتے ہیں کہ محکم آیات کو تو چھوڑ دیتے ہیں کہ ان پر تو عمل کرنا پڑے گا ان کو چھوڑو، یہ جو متشابہات ہیں ان کو موضوع بحث بناتے ہیں تو فرمایا: وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ　　وہ پیروی کرتے ہیں اس کتاب کے متشابہات کی

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ　　تاکہ اس سے فتنہ (گمراہی) پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ آجائے اور اس کی تاویلیں تلاش کرتے ہیں

یہ جنت میں جو جائیں گے تو وہاں وہ نہریں کیسی ہوں گی؟ جو حساب کتاب ہوگا تو نامہ اعمال اور وزن اعمال کیسا ہوگا؟ وہ پل صراط کیسی ہوگی؟ یہ عالم برزخ میں جو عذاب ہوتا ہے وہ کیسا ہوگا؟ کوئی آدمی ڈوب کر مر گیا، کوئی جل کر مر گیا اس کا تو جسم ہی نہیں ہے تو کہاں سے عذاب ہو جائے گا؟ اب یہ متشابہات ہیں کہ لوگ اسی میں پڑے رہتے ہیں۔ قبر میں کوئی زندہ ہے، نہیں ہے کس طریقے پر زندہ ہے، کیسے عذاب ہوگا؟ یہ وہ باتیں ہیں جو متشابہات میں سے ہیں اور اکثر لوگ انہی کو موضوع بحث بنائے ہوئے ہیں۔

وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ　　اور نہیں جانتا کوئی ان کی تاویل (صحیح مفہوم) سوائے اللہ کے

وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ　　اور جو پختہ علم والے (حقیقت شناس) لوگ ہیں

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا　　وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے تمام چیزیں ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں

یعنی یہ اللہ کا کلام ہے ہم اصولی طور پر ان پر ایمان رکھتے ہیں وہ چیزیں ایک اور عالم سے تعلق رکھتی ہیں ہم ان کی حقیقت کو نہیں جان سکتے۔

وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷　　اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر عقل والے

جو لوگ ان کو مانتے ہیں وہ اولوا الالباب یعنی عقل مند لوگ ہیں۔ ان کی زبان پر کون سی دعا رہتی ہے؟

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے ہمارے رب! تو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر

اوپر متشابہات کی پیروی کرنے والے لوگوں کا ذکر آیا کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہاں زیغ کا لفظ آیا ہے یہاں اسی کے حوالے سے اہل ایمان کی دعا میں ہے کہ اے اللہ! تو ہمیں اس زیغ سے بچا، ہمیں ان متشابہات کے چکر میں نہ ڈال دینا ان لوگوں کے طریقے سے ہمیں بچا

بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت عطا فرما دی ہے

سیدھا راستہ سجا دیا ہے، اب تو اس کی توفیق بخش کہ ہم اس راستے پر چلتے چلے جائیں

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور عنایت فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧ بے شک تو ہی وہاب ہے

سب سے زیادہ اور سب کچھ دینے والا تو ہی ہے۔ وھاب کا جو صحیح ترجمہ ہماری زبان میں ہوسکتا ہے وہ داتا ہے کہ اصل میں سب کچھ دینے والا تو اللہ ہی ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اے رب ہمارے! بے شک تو جمع فرمانے والا ہے تمام لوگوں کو اس دن جس میں کوئی شک نہیں ہے

وہ دن کون سا ہے؟ قیامت کا دن ہے جو کہ آ کر رہے گا۔ جب انسان غور کرتا ہے یہ آسمان زمین سارے اللہ نے بنائے ہیں اور کسی خاص مقصد کے تحت بنائے ہیں تو پھر آخرت بھی ہوگی حساب کتاب بھی ہوگا تو اس آخرت کے دن میں کوئی شک نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑨ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا

یعنی اللہ سے تو ہمیں کوئی خطرہ ڈر نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا بلکہ ڈر اگر ہے تو یہ کہ ہم آخرت کا یقین رکھتے ہوئے بھی کما حقہ محنت نہیں کریں گے کہ آخرت میں کامیاب ہو جائیں لہٰذا کچھ ٹوٹی پھوٹی محنت بھی کر رہے ہیں اور اللہ سے دعائیں بھی مانگ رہے ہیں کہ اللہ ہمیں اور توفیق دے کہ ہم جتنی محنت ہونی چاہیے آخرت کو مان کر اتنی کرتے چلے جائیں تاکہ قیامت کے دن کامیاب ہوسکیں اے اللہ آپ کے سامنے سرخرو ہوسکیں۔

اسلامک سٹائل ورلڈ آرڈر ــــ انسانیت کی تکریم
امریکن سٹائل ورلڈ آرڈر ــــ انسانیت کی تذلیل

محمد رشید عمر

لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے لادینی نظام ہائے زندگی کی مثال ظلمات (اندھیروں) کی طرح ہے جبکہ دینِ اسلام کی مثال نور کی ہے جو صرف ایک ہی ہے۔ اس وقت افغانستان دنیا کا واحد ملک ہے جس میں اسلامی قانون نافذ ہے۔ اس قانون کی برکت یہ ہے کہ باوجود غربت اور افلاس کے لوگوں کے مال اور جانیں محفوظ ہیں، یہ ملک کسی عالمی مالیاتی ادارے کا مقروض نہیں ہے۔ نفسانی خواہشات کی پوجا کرنے والی دنیا اس کی قدر نہیں پہچان رہی اور بطور آزاد ملک اس کی حیثیت تسلیم نہ کر کے ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دے رہی ہے۔ اس کے سوا کہیں کسی ملک میں عملی شکل میں دین اسلام نافذ نہیں ہے جبکہ لادینیت کے اثرات سے اپنے آپ کو بچانا ان لوگوں کے لیے بھی مشکل ہے جو اس کے فرائض و نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ (1945ء) کے بعد دو سپر پاورز امریکہ اور روس کے درمیان ایک سرد جنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا جو کئی دہائیوں تک چلا بالآخر امریکن بلاک اس میں فتح یاب ہو کر نکلا۔ مذہب کو دونوں قوتیں دیس نکالا دے چکی تھیں لیکن امریکن بلاک جس نظریاتی بنیاد پر چل رہا تھا وہ آزاد جمہوریت اور سرمایہ دارانہ سوچ تھی چنانچہ ان کے دانش وروں نے ایسا دعویٰ کیا کہ وہ نظام جو LIBERAL DEMOCRACY اور CAPTALISM پر مبنی ہے، دنیا کا آخری نظام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور نظام نہیں ہوسکتا جو دنیا کو کامیابیاں دلاسکے اس کو انہوں نے END OF HISTORY

(فوکویاما کی کتاب کا نام) کا نام دیا۔ مطلب یہ تھا کہ جو نظام انسان کو سیاسی زندگی اور سرمایہ داری کی دوڑ میں آزاد چھوڑ دیتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، یہ آخری سوچ ہے جو انسان سوچ سکتا تھا، اسی نظام پر چلتے چلتے دنیا اپنے انجام کو پہنچے گی۔ END OF HISTORY کا یہ مطلب نہیں تھا کہ دنیا ختم ہو جائے گی، دنیا سے نزاعات یا واقعات کا وقوع پذیر ہونا ختم ہو جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ LIBRAL DEMOCRACY اور FREE CAPITALISM سے آگے انسان کوئی اور سوچ نہیں سوچ سکتا۔ ان دو بنیادوں پر چلنے والا نظام ہی آخری نظام ہے جو انسانی خواہشات کی تسکین اور تکمیل کا راستہ فراہم کرتا ہے۔ اس دعویٰ کے پیچھے ان کے نزدیک انسانی نفسیات کی دو ناگزیر کمزوریاں تھیں:

1۔ یہ خواہش کہ ہر انسان اپنی پہچان کرانا چاہتا ہے، اپنے آپ کو منوانا چاہتا ہے۔

2۔ ہر انسان کے اندر شدید خواہش ہے کہ اس کے پاس زندگی کی آسائشوں کے لیے اتنا وافر سرمایہ ہو کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ان سے مستفید ہو۔

اوّل الذکر نفسیاتی مسئلہ کے مطابق انہوں نے انسانوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا: ایک وہ لوگ جو اپنا غلبہ چاہتے ہیں۔ تاریخ میں ان کی نمایاں مثالیں فرعون، نمرود اور ہٹلر ہیں اور وہ تمام لوگ ہیں جو ان کرداروں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دل میں خواہش رکھتے ہیں کہ کاش وہ بھی ان جیسا مقام حاصل کر سکیں۔ دوسرے لوگ ایسے ہیں جن کے اندر شدید خواہش ہے کہ بھلے وہ دوسروں کو مرعوب نہ کر سکیں، ان پر غلبہ نہ حاصل کر سکیں لیکن ان کی آزاد مرضی کا احترام کیا جائے، ان کی آزاد خیالی اور آزاد اعمالی میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالے، بے شک ان پر کوئی دوسرا غالب ہو لیکن غالب قوت کو بھی ان کی خواہشات میں رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ ان کی خواہشات کی تکمیل میں سہولت کار ہونا چاہیے۔ اس طرح کی سوچ کے حامل لوگوں کو غلامانہ سوچ کے حامل لوگ کہا گیا ہے۔ غلامانہ سوچ کے حامل لوگوں کو کوئی غرض نہیں کہ ان پر کون حاکم ہے بس ان کی ایک ہی خواہش ہے کہ ان کی آزاد خیالی اور آزاد اعمالی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے یہاں تک کہ اگر ان میں کسی مرد کی یہ خواہش ہو کہ اس کے ساتھ دوسرا مرد وہ سلوک کرے جو وہ کسی عورت کے ساتھ کرتا ہے تو بھی اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری خواہش سرمایہ کے حصول میں آزادی ہے۔ جیسے بھی ممکن ہو ہر انسان کا حق ہے کہ وہ جتنا چاہے سرمایہ اکٹھا کر لے۔ اس میں جائز ناجائز کا کوئی تصور نہیں۔ صرف باہمی رضامندی ہونا چاہیے۔ چاہے وہ سود کے ذریعے ہو، شراب فروشی سے یا جسم فروشی سے ہو۔ انسانی خواہشات کے تابع اس نظام کو WORLD ORDER کا نام دیا جا رہا ہے یعنی ایسا نظام جس پر پوری دنیا چل کر ایک عالمی مشترکہ نظامِ زندگی کو جنم دے سکتی ہے۔ لیکن اس نظام کی تباہ کاری جو انسان کو انسانی شرف سے ہی محروم کر دیتی ہے، اس کی نشاندہی روبرٹ بورک، جو خود امریکی ہے امریکہ کے عدالتی نظام میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے اور امریکی معاشرہ کے مسائل سے خوب آگاہ ہے، نے اپنی کتاب SLOUCHING TOWARDS GOMORA میں واضح کر دی ہے۔ جیسے اس مقالے کا نام ہے کہ امریکی معاشرے کی یہ آزادی پورے معاشرے کو قومِ لوط جیسی تباہی سے دوچار کرنے والی شاہراہ پر گامزن کر رہی ہے۔ جیسے سدوم اور عامورہ کی بستیاں اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر عبرت کا سامان بن گئیں، امریکی معاشرہ اس تباہی کی طرف بگٹٹ بھاگ رہا ہے۔ دوسری کتاب سیموئیل پی ہننگٹن نے لکھی ہے، جس میں اس نے واضح کیا ہے کہ دنیا میں صرف دو سپر پاورز ہی نہیں بلکہ اور سپر پاورز بھی وجود میں آ چکی ہیں، دنیا صرف بائی پولر نہیں رہی بلکہ ملٹی پولر بن چکی ہے، دنیا میں ان طاقتوں کے وجود میں آنے کے اسباب ایٹمی قوت کے ساتھ ان قوتوں کا نظریاتی تہذیبی اور ثقافتی پس منظر ہے۔ اب تہذیبوں کے تصادم کا ماحول بن چکا ہے، اس نے دنیا میں ایسی آٹھ تہذیبوں کی نشاندہی کی ہے۔

1۔ کنفیوشش یعنی چینی تہذیب
2۔ اسلامی تہذیب
3۔ افریقی تہذیب
4۔ لاطینی امریکہ تہذیب
5۔ آرتھوڈوکس عیسائیت
6۔ ہندو تہذیب
7۔ جاپانی تہذیب
8۔ مغربی بالادستی کی تہذیب

مستقبل میں ان میں سے کوئی بھی تہذیب قوت کے بل بوتے پر اپنے تمدن اور نظریات کو دنیا پر مسلط کرنے کے خبط کا شکار ہو سکتی ہے جیسے اس وقت مغربی افکار اور نظریات کی بالادستی کا تصور ہے۔ لیکن ان میں سے کسی بھی تہذیب کی بالادستی انسانیت کو حقیقی کامیابی سے ہم کنار نہیں کر سکتی، ہر تہذیب کا تانا بانا انسانی خواہشات سے تیار کردہ ہے سوائے اسلام کے۔

اسلام کی نظریاتی اور اخلاقی سچائیاں اصل قوت ہیں۔ ان سچائیوں کے حامل افراد کے سامنے ساری دنیا ایک دفعہ پہلے سرنگوں ہو چکی ہے۔ مسلمانوں میں جب تک ان سچائیوں کے حامل افراد کی کثرت رہی اسلام بطور نظام زندگی دنیا میں غالب رہا اس نے دنیا کو ہر شعبے میں متاثر کیا۔ علوم وفنون میں ترقی کی شاہراہ پر چلنا اسلام ہی نے دنیا کو سکھایا۔ ایک فلاحی مملکت کن بنیادوں پر چل سکتی ہے وہ بھی اسلام نے فراہم کیں۔ جوں جوں مسلمانوں میں نظریاتی اور اخلاقی سچائیوں کے حامل افراد کی کمی آتی گئی ان کی قوت میں اضمحال آتا گیا اور غیر مسلم اقوام جنہوں نے علوم وفنون میں ترقی کر کے قوت کا جھکاؤ اپنے حق میں کر لیا تھا وہ نظریاتی سچائیوں اور اخلاقی سچائیوں کی طاقت کے بغیر بھی دنیا پر چھاتے چلے گئے۔ آج وہ لوگ جن کا معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام خواہشاتِ نفس پر مبنی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا کا مقدر اسی نظام کی پیروی میں ہے جبکہ شَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا کے مصداق، انہی میں سے انہی کا آدمی ROBART BORK ثابت کر رہا ہے کہ ہماری تہذیب ڈوب رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ تہذیب انسانیت کو بلندیوں کی طرف اٹھاتی، اسفل السافلین میں گرا رہی ہے۔

ایک تاریخی حقیقت پر غور کیجیے۔ بنی اسرائیل وہ قوم ہے جس کو فرعون نے غلام بنایا ہوا تھا، یہ فرعون کے بدترین استیصال کا شکار تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرعون کے جبر و استبداد سے نجات دلائی، ان کی قیادت کی معجزانہ شان اور برکتوں کو سر کی آنکھوں سے دیکھتے تھے، سمندر کا پھٹ کر ان کے لیے بارہ راستہ بنانا، رہائش کے لیے انہیں ایڈن گارڈن ولاز تعمیر نہیں کرنا پڑے، کھانا تیار کرنے کے لیے آگ جلا کر دیگیں چڑھانا نہیں پڑیں، صحرا کی گرمی میں بادلوں کا سایہ کیا، بغیر مشقت کے کھانے لیے من وسلویٰ دیا، ہر قبیلے کے لیے پانی کا چشمہ الگ سے دیا لیکن انہوں نے کیا کیا؟ لوگوں کو بت پوجتے ہوئے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ہمارے لیے بھی اس طرح کا اِلٰہ بنا دیجیے۔ سامری کے تیار کردہ بچھڑے کی محبت کے دل دادہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ انہوں نے کیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کا حکم دیا تو صاف کہہ دیا: فَاذْهَبْ أَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ:24)

یہ ان کے قرونِ اولیٰ کے کردار کی جھلک ہے۔ اس کی وجہ سے یہ کئی بار اللہ کے غضب کا

شکار ہوئے۔ بنی اسرائیلی قرونِ اولیٰ کے یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے تعلقات سنوار کر رکھنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اس کے مقابلے میں اسلام کے قرونِ اولیٰ کے لوگ اور آسمان وزمین کا خدا باہم متحد اور متفق تھے بلکہ بعد کے دو ادوار کو بھی شامل کر لیں تو یہ وہ بہترین دور تھا جس میں خدا اور بندے ایک ہی صفحہ پر تھے۔ یہ انسانیت کی کامیابیوں کا بہترین دور تھا۔ ایک ہزار سال تک انسانیت اس کے ثمرات سے بہرہ مند ہوتی رہی۔ مسلمانوں کے زوال کے بعد دنیا پر اس وقت غالب ان لوگوں کی باقیات ہیں جن کے قرونِ اولیٰ کے لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی کی تھی انہوں نے شیطانی نظامِ زندگی کو اس طرح مزین کر کے دنیا پر مسلط کیا ہے کہ جو لوگ اسلام کے فرائض و نوافل ادا کرنے والے ہیں وہ بھی ان کی شیطانی چالوں سے محفوظ نہیں اِلا ما شاء اللہ۔ لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ بس اسی پر دنیا کا خاتمہ ہونے والا ہے؟ کیا اصلاح کا نمونہ باقی نہیں رہا؟ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ آج بھی ہر سال دین اسلام کی ایک بستی ایسے بستی ہے کہ اس میں صرف اللہ کی دی ہوئی ہدایات اور اس کے دیے ہوئے نظام پر پوری دنیا کے کونے کونے سے جمع ہونے والے مختلف النسل لوگ زندگی گزارنے کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ سچے نظریہ اور سچے اخلاق کا نفاذ ہر آنکھوں والا شخص خود مشاہدہ کر سکتا ہے اور وہ ہے حج کا اجتماع۔ تعداد میں بڑھتے بڑھتے 8 ذوالحج سے 13 ذوالحج تک سب سے زیادہ ہوتا ہے، پھر کم ہوتے ہوتے اس اجتماع کا دورانیہ چالیس بیالیس دنوں میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اس سال کے اجتماع میں یہ تعداد پچیس لاکھ کے قریب تھی یعنی پچیس لاکھ مردوں اور عورتوں پر مشتمل نفوس کی بستی نے بغیر کسی اختلاف اور تصادم کے، دل میں خوشی کی اُمنگوں کے ساتھ یہ دورانیہ مکمل کیا۔ پوری دنیا کے لوگ دنیا کے ہر کونے میں اس کو دیکھ رہے تھے۔ کیا یہ شہادت کافی نہیں ہے کہ یہ ہدایات عالمی نظام کے طور پر پوری دنیا کے لیے کفایت کر سکتی ہیں اور ان پر عمل کر کے ساری دنیا کے لوگ وحدت کے طور پر مطمئن ہو کر زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہ ہدایات سورۃ البقرہ کی آیت 196 سے لے کر آیت 202 میں موجود ہیں۔ ہدایت کے اس پیکیج کو سمجھنے سے پہلے اس بات کو جان لینا چاہیے کہ انسان کو بنانے والے نے جب اس کو زمین پر آباد ہونے کا حکم دیا تو اسی وقت فیصلہ فرما دیا:

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُوْنَ O (البقرہ:38)

’’پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیں گے ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔‘‘

خوف اور غم سے امن میں صرف وہی لوگ ہوں گے جو انسان کو بنانے والی ہستی کے احکام کی پیروی کریں گے۔ شیطان ان کا دشمن ہے۔ اس کی چالوں کو مات دے کر انہیں مالک کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے رہنا ہوگا۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی اور اکثریت کی اطاعت راہِ راست سے بھٹکا دے گی۔ فرمایا:

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَ كُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَO (الانعام:56)

’’......کہہ دو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا، کیونکہ میں پھر گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا‘‘۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَO (الانعام:116)

’’اور اگر تو اکثریت کا کہا مانے گا جو دنیا میں ہیں تو تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے، وہ تو اپنے خیال پر چلتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔‘‘

انسانوں کے عالمی اجتماع کی بہتری کے لیے خالق کائنات نے کیا ہدایات اور کیا قواعد وضوابط دیے ہیں؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ

اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا
قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ
رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

ترجمہ: ’’اور اللہ (کی خوشنودی) کے لیے حج اور عمرے کو پورا کرو اور اگر (رستے میں) روک لیے جاؤ تو جیسی قربان میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو اگر وہ سر منڈا لے تو اس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اُٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو، کرے اور جس کو (قربانی) نہ ملے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو، یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کے لیے جس کے اہل وعیال مکے میں نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرلے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے اور نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ (یعنی رستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیزگاری ہے اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو اس کا تمھیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور اس سے بیشتر تم لوگ (ان طریقوں سے محض) ناواقف تھے پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور اللہ سے بخشش مانگو۔

بے شک اللہ بخشنے والا (اور) رحمت کرنے والا ہے۔ پھر جب حج کے تمام ارکان پورے کر چکو تو (منیٰ میں) اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو (اللہ سے) التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو (جو دینا ہے) دنیا ہی میں عنایت کر ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اور بعضے ایسے ہیں کہ دعا کرتے ہیں کہ پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخش اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے کاموں کا حصہ (یعنی اجر نیک تیار) ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا (اور جلد اجر دینے والا) ہے۔''

سورۃ البقرہ کی ان آیات (196 تا 202) سے متعلقہ حصوں کا مطالعہ اور ان کی روشنی میں اپنی حقیر استطاعت کے مطابق عالمی اسلامی نظام کی ہدایات کے استنباط کی کوشش کرتے ہیں۔

(1) وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ....

اور (جب حج اور عمرہ کرنا ہو تو) اس حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ (کو راضی کرنے) کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو۔ (ترجمانی از معارف القرآن)

استنباط: حج اور عمرہ کو اللہ کی رضا کے لیے پورا کرنے سے ہم پوری انسانیت کے لیے حکم اخذ کرنا چاہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اے انسانو! اپنی زندگی کے دورانیے کو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے مکمل کرو، پیدا کرنے والے نے انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا یہی مقصد بیان فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ O (الذاریات:56)

اور نبی کریم ﷺ امام الناس کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے گئے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (الانعام:163)

''آپ کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے''۔

عالمی انسانی معاشرے کا ہدف صرف اور صرف اپنے خالق کی رضا ہوگا۔ بقیہ معاملات زندگی کے لیے تگ و دو اس مقصد کے حصول میں معاونت کے لیے ہوگی۔

......وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے والوں کو) سزائے سخت دیتے ہیں''۔

استنباط: احکام حج کو توڑنا جس طرح باعثِ عذاب ہے، اسی طرح نظام زندگی کے احکام کو توڑنا بھی جرم شمار ہوگا، جس کی سزا شریعت کے قانون کے مطابق ہوگی۔

(2) فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

ترجمانی: ان ایام میں جو کوئی اپنے ذمے حج کی ادائیگی فرض کرے (حج کا احرام باندھے) تو پھر (اس شخص کے لیے) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے نا کوئی نافرمانی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع اور (تکرار) زیبا ہے۔ (معارف القرآن)

(ا) فَلَا رَفَثَ: رفث ایک لفظ جامع ہے جس میں عورت سے مباشرت، اس کے مقدمات، یہاں تک زبان سے عورت کے ساتھ اس کی کھلی گفتگو بھی داخل ہے۔ مُحرِم کو حالت ِاحرام میں سب چیزیں حرام ہیں۔ (معارف القرآن)

احرام کی پابندیاں ختم ہو جانے کے بعد تعلقاتِ زن وشو میں کوئی پابندی نہیں۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ عالمی اسلامی نظامِ زندگی میں رفث کی جائز شکلوں کو اختیار کرنا لازم ہے۔ اس کے لیے عورت اور مرد کو رشتۂ نکاح میں باندھنے کا حکم ہے۔ ایک مرد ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے یا لونڈیوں سے استمتاع کی اجازت ہے۔ اس سے آگے بڑھنے یا شہوتِ نفس کی تسکین کے لیے ناجائز راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے عبرت ناک سزاؤں کا قانون موجود ہے۔ فحاشی اور بے حیائی کے فروغ کی اسلامی نظامِ زندگی میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ O (النور:19)

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

بے حیائی اور فحاشی اللہ کے نزدیک اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ بڑے گناہوں کی فہرست میں سب سے پہلے فحاشی کی حرمت کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ O (الاعراف:33)

''کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمھیں کچھ علم نہیں''۔

(ب) **وَلَا فُسُوْقَ:** پانچ دن کی عالمی بستی میں آباد ہونے کے لیے لوگ کس کس طرح پہنچے، اللہ تعالیٰ نے سفر اور رہائش کے مسائل کس طرح حل فرمائے اور اس مقام پر پہنچایا تو اس ہستی کے حکموں کی نافرمانی نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح تمام دنیا کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں ٹھکانا دیا، زندگی کی سہولتیں فراہم کیں کھانا دیا، پانی دیا، ہوا دی، تندرستی دی، ہدایت دی، پہچان دی غرض کہ کس کس طرح تمھیں نوازا تو چاہیے کہ پوری دنیا کے لوگ اللہ کے حکموں کی نافرمانی نہ کریں۔

(ج) **وَ لَا جِدَالَ:** جس طرح حج میں جھگڑا کرنے کی اجازت نہیں، اسی طرح عالمی انسانی معاشرہ بھی جنگ و جدال سے پاک ہونا چاہیے۔ اگر کوئی نزاع وجود میں آتا ہے تو اس نظام میں اس کے سدباب کا پورا پورا بندوبست ہونا چاہیے چہ جائیکہ دوسروں کو نیچا دکھانے یا مفادات کے حصول کے لیے جھگڑے پیدا کیے جائیں اور طاقتور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

(3) **وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی**

(جب حج کو جانے لگو) تو خرچ ضرور ساتھ لے لیا کرو سب سے بہترین بات (اور خوبی) خرچ میں (گداگری سے) بچے رہنا ہے۔ (معارف القرآن)

استنباط: انفرادی سطح پر جس طرح کسی پر زیادتی ہو تو وہ بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود معاف کر دے تو یہ طرزِ عمل اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے لیکن اجتماعی سطح پر بدلہ لینے اور قصاص کی اجازت ہے، اسلامی نظامِ عدالت اس کی معاونت کرتا ہے، اسی طرح انفرادی سطح پر سائلین محرومین اور یتیموں اور مسکینوں کی مدد اسلامی نظام کی بنیادی باتوں میں سے ہے۔ یہاں تک کہ یہ

جہنم میں جانے کے اسباب میں سے ہے کہ لوگوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور یتیموں کے ساتھ ناروا سلوک کرتے تھے۔ لیکن عالمی اسلامی اجتماع میں معاشی خود کفالت کا حکم دیا گیا ہے، دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچنے کو بہترین روش کہا گیا ہے تو اس طرح عالمی اسلامی نظام زندگی میں مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگوں کے لیے ہدایت یہ ہے کہ وہ معاشی طور پر خود کفیل ہوں، بھکاری قوم اور بھکاری ملک کا کوئی تصور عالمی اسلامی نظام میں نہیں ہونا چاہیے۔

(4) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ

ترجمانی: (اور حج میں کچھ اسباب تجارت ہمراہ لے جانا مصلحت سمجھو تو) تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (سفرِ حج کے دوران) معاش تلاش کرو (جو تمہاری قسمت میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے لکھی ہے۔

استنباط: جیسے حج کی عالمی بستی کے مکینوں کو باہمی رضامندی سے تجارت کی اجازت ہے جس کے اندر بے شمار فوائد ہیں، اسی طرح عالمی اسلامی نظام میں تجارت باہمی کو فروغ دینے کی اجازت ہے۔ یہ عمل مختلف اقوام اور علاقوں کے لوگوں کے درمیان واسطہ کا ذریعہ بن جاتا ہے ضروریاتِ زندگی کی سہولیات فراہم ہوتی ہیں اور اسلامی نظامِ معیشت کا عظیم اصول ہے کہ سرمایہ محض دولت مندوں کے ہاتھوں میں نہیں رہنا چاہیے، یہ گردش میں رہنا چاہیے، اس اصول کی برکت کا ظہور ہوتا ہے۔ باہمی تجارت عوام کے ہر طبقے تک سرمائے کی گردش کا بہترین ذریعہ ہے اس سے محنت کی قدر بڑھتی ہے۔ البتہ یہ تجارت حلال اور شرعی طور پر جائز چیزوں کی ہونا چاہیے۔ منشیات اور مخرب اخلاق چیزوں کی نہیں ہونا چاہیے۔

(5) فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ......

ترجمانی: ''پھر جب تم عرفات (میں ٹھہر کر وہاں سے) واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس (یعنی مزدلفہ میں آ کر شب کو وہاں قیام کر کے) اللہ کو یاد کرو اور (یاد کرنے کے طریقے میں اپنی رائے کو دخل مت دو بلکہ) اسی طرح یاد کرو جس طرح تم کو (اللہ تعالیٰ نے) بتلا رکھا ہے اور حقیقت میں قبل اس بتلانے کے تم محض ہی ناواقف تھے''۔ (معارف القرآن)

استنباط: جس طرح دورانِ حج نظامِ عبادت صرف اور صرف وہی اللہ کو پسند ہے جو اس نے بتایا

ہے۔ظاہر ہے نبی کریم ﷺ نے جیسے اللہ کی عبادت کی ہے وہ اللہ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔کسی کو اپنی طرف سے کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔ عالمی نظام زندگی میں بھی عبادات کا نظام سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوگا۔سرد وگرم علاقے کے لوگوں کو بھی اپنی مزاج سے کمی بیشی کی اجازت نہیں۔گویا پورے کرۂ ارضی کے لوگ ایک ہی انداز میں یہ اعمال بجالائیں گے۔یہ اللہ کا رنگ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ایک ہی رنگ میں رنگا دیکھنا چاہتا ہے۔یہی ورلڈ آرڈر ہے۔یہ نظام پوری دنیا کے انسانوں کو ایک وحدت کی شکل دے دیتا ہے۔

(6) ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ....

پھر (اس میں اور بات بھی یاد رکھو کہ جیسے قریش نے دستور نکال رکھا تھا کہ تمام حجاج تو عرفات میں ہوکر پھر وہاں سے مزدلفہ کو آتے تھے اور یہ مزدلفہ ہی میں رہ جاتے تھے،عرفات نہیں جاتے تھے۔یہ جائز نہیں بلکہ)تم سب کو (قریش ہو یا غیر قریش) ضروری ہے کہ اسی جگہ سے ہوکر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں۔(معارف القرآن)

استنباط: اس ارشاد قرآنی سے اصول معاشرت کا ایک اہم اصول معلوم ہوا کہ رہن سہن اور قیام ومقام میں بڑوں کو چاہیے کہ چھوٹوں سے الگ اور ممتاز ہوکر نہ رہیں بلکہ مل جل کر رہیں کہ اس میں باہمی اخوت، ہمدردی اور تعلق پیدا ہوتا ہے اور امیر وغریب کی تفریق مٹتی ہے،مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ ختم ہوجاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری حج کے خطبہ میں اس کو خوب واضح کر کے ارشاد فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔فضیلت کا مدار تقویٰ اور اطاعتِ خداوندی پر ہے۔(معارف القرآن)

عالمی اسلامی نظام زندگی میں اشرافیہ کے طبقہ کی کوئی گنجائش نہیں،کوئی طبقہ مراعات یافتہ نہیں۔

(7) فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

ترجمانی: ’’سو بعض آدمی ایسے ہیں جو دعا میں یوں کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو جو کچھ دینا ہے، دنیا میں دے دیجیے (وبس،سو ان کو جو کچھ ملنا ہوگا دنیا میں ہی مل کر رہے گا)اور ایسے شخص کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا اور بعض آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں) یوں

کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بہتری دیجیے اور ہم کو عذابِ دوزخ سے بچائیے۔ (سو یہ لوگ اوپر کے لوگوں کی طرح بے بہرہ نہیں بلکہ) ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا۔'' (معارف القرآن)

انبیاء کی سنت یہ ہے کہ جس طرح وہ آخرت کی بھلائی اور بہتری اللہ سے مانگتے ہیں اس طرح دنیا کی بھلائی اور آسائش بھی اللہ سے طلب کرتے ہیں۔ (معارف القرآن)

استنباط: عالمی اسلامی معاشرے کا تعلق اللہ سے جڑا ہوتا ہے یہ اجتماعیت دنیا کی بھلائیوں کی بھی حریص ہوتی ہے اور آخرت کی بھلائیوں کی دنیا سے بڑھ کر چاہنے والی ہوتی ہے۔ دنیا میں صحت و تندرستی، رزقِ حلال، اعمال خیر کی طرف سبقت، قوت و طاقت کا حصول وہ بھی اللہ سے مانگتے ہیں اور آخرت میں جنتوں کی نعمتوں کے بھی وہ طالب ہوتے ہیں۔ ان کے لیے ہر خیر کی عطا کا منبع اور سرچشمہ اللہ کی ذات ہوتی ہے۔

(8) سورۃ الحج میں قربانی کا حکم

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ O (الحج:36-37)

''تو (قربانی کے کرنے کے وقت) قطار باندھ کر ان پر اللہ کا نام لو۔ جب پہلو کے بل گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھ رہنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے زیرِ فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اس طرح اللہ نے ان کو تمہارا مسخر کر دیا ہے تاکہ اس بات کے بدلے کہ اس نے تم کو ہدایت بخشی ہے اسے بزرگی سے یاد کرو اور (اے پیغمبر) نیکوکاروں کو خوشخبری سنا دو''۔

استنباط: قارن اور متمتع حاجی پر ضروری ہے کہ اللہ کی راہ میں جانور قربان کرے۔ قربانی کے عمل کو تمام دنیا کے مسلمانوں تک پھیلا دیا گیا ہے۔ اس عمل کے ذریعے کس قدر بڑی معاشی سرگرمی

وجود میں آتی ہے کس قدر سرمایہ گردش میں آتا ہے کتنی بڑی تعداد میں مخلوقِ خدا کی روزی روٹی کا بندوبست ہوجاتا ہے؟ اس کا شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن اس عمل کی اصل روح یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی رضا کے لیے جان دینے کے لیے تیار رہے، اس کے دین کی سربلندی اور اس کے باغیوں اور سرکشوں کو راہ راست پر لانے کے لیے جان لینے اور جان دینے سے دریغ نہ کرے۔

حج کے دوران ان ہدایات کی پشت پر دین اسلام کا پورا نظام ہے، جس کی نظریاتی سچائی کی جڑیں تحت الثریٰ تک ہیں اور شاخیں سدرۃ المنتہیٰ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی نظریاتی سچائی عبادات، رسم ورواج، نظام معاشرت، معیشت اور سیاست میں رچی بسی ہے (زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا عمل ایسا نہیں ہے جس کے لیے اس میں راہنمائی موجود نہ ہو)۔

یہ ہے دین اسلام جو ان پانچ دنوں میں اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا کے سامنے حجت بن کر شاہداً ومبشراً ونذیراً کا حق ادا کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی آنکھوں اور دل کا اندھا انسان ہی کہہ سکتا ہے اسلام پرانا نظام زندگی ہے اس دور میں اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اہل ایمان کو اس نعمت عظیمہ کی قدر پہچاننا ہوگی اور خم ٹھونک کر دنیا کو اس طرف متوجہ کرنا ہوگا۔ دنیا جس چیز کے لیے ترس رہی ہے یعنی سکونِ قلب اور اطمینان وہ اس نظام کے اپنانے والوں کو ہی مل سکتا ہے۔

شہواتِ نفس کے غلام جو بطن وفرج کی تسکین کے ٹھکانوں کا چکر کاٹتے زندگی گزار رہے ہیں انہیں وہاں سے نکال کر اس نظام کے تابع کرنا اس دور کا چیلنج ہے، جو اہل ایمان کے سامنے کھڑا ہے۔ دنیاوی قوت وطاقت سے پہلے نظریاتی سچائی پر یقین اور اخلاقی سچائیوں پر عمل پیرا ہونا اصل قوت ہے، جسے حاصل کر کے تہذیبوں کے تصادم کے دور میں سرخرو ہوا جاسکتا ہے۔

امریکن سٹائل ورلڈ آرڈر میں شیطان کی پوجا، ہر گھنٹے نامعلوم کتنے ریپ اور کتنی خودکشیاں، لوگ ANXIETY اور ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں۔

اسلامک سٹائل ورلڈ آرڈر کا نمونہ پانچ دن کی عالمی بستی میں ایک خالق کائنات کی پرستش، بہترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی، ایک بھی ریپ نہیں، خودکشی کا تصور نہیں، امن وسکون ایسا کہ لوگ دوبارہ اس بستی میں آنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت
فصل دوم: حیاتیاتی قوانین۔ تعارفی جائزہ و تشکیک

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

(د) کلوننگ اور بعث بعد الموت

1۔ کلوننگ (Cloning) کا معنی و مفہوم

کلوننگ لفظ کلون سے نکلا ہے جس کے لفظی معنی ہم شکل و مماثل کے ہیں۔ کلوننگ ایک سائنسی اِصطلاح کا نام ہے۔ اِصطلاحی طور پر کلوننگ کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں:

(ا) ایک نامیاتی جسم یا نامیاتی اجسام کے گروپ جو کسی دوسرے نامیاتی جسم سے غیر جنسی (Non Sexual) افزیجی عمل سے اخذ کیا جائے۔

(ب) خلیہ یا خلیوں کا گروپ جو ایک خلیے سے اخذ کیا گیا ہو یا اخذ کیے گئے ہوں۔

کلوننگ سے مراد تخلیق کا وہ غیر فطری طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایک ہی طرح کے حیوان یا انسان یا ان کے اعضا جزوی طور پر یا مکمل طور پر کثیر تعداد میں بنائے جا سکتے ہیں۔ کلوننگ کا مفہوم واضح کرنے کے لیے دو عام فہم مثالیں یوں بیان کی جا سکتی ہیں کہ کلوننگ ایک ایسی طرح کا عمل ہے جس طرح کسی مسودہ کی مشین کے ذریعے اس جیسی کئی کاپیاں بنائی جائیں۔ یوں ہی دوسری مثال کہ آڈیو اور ویڈیو ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے بہت ساری کاپیاں بنائی جائیں ان کاپیوں میں وہی الفاظ، وہی سُر، وہی اُتار چڑھاؤ، وہی خوبیاں و خامیاں پائی جائیں جو کہ اصل مسودے یا آڈیو اور ویڈیو ٹیپ میں موجود ہیں۔

2۔ تولید کی اقسام:

i۔ جنسی تولید: جنسی تولید میں مذکر کے جنسی خلیہ کا مرکزہ مؤنث کے خاص مواد بیضہ میں داخل ہو جاتا ہے، جہاں پر پہلے بھی مرکزہ موجود ہوتا ہے دونوں مرکزے آپس میں مل کر یک جان ہو جاتے ہیں اوران کا یہ ملاپ ہم بستری کے وقت رحم کے قریب ہوتا ہے اور وہ دونوں مرکزوں کا جامع اندر رحم میں محفوظ ہو جاتا ہے اور مناسب گرمی اور خوراک کے ذریعے نشو ونما پا کر 10-9 ماہ میں بچہ کی صورت میں باہر آ جاتا ہے۔ اِنسان کے اندر دس کھرب خلیے ہیں اور ہر خلیہ 46 جین پر مشتمل ہوتا ہے سوائے جنسی خلیہ کے کہ وہ آدھے جنین پر مشتمل ہوتا ہے جب مذکر اور مؤنث کے خلیہ انڈہ میں جمع ہوتے ہیں تو تعداد جنین پوری ہو جاتی ہے اِس لیے مرد کا جنسی خلیہ بھی ناقص ہے اور عورت کا بھی، لیکن ملنے کے بعد کامل ہو جاتا ہے۔ بچہ بھی دونوں اطراف کے جنین ہوتے ہیں اِسی لیے بچہ ہو بہو باپ یا ماں کے مثل نہیں ہوتا ہے کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔

ii۔ غیر جنسی تولید: غیر جنسی طریقہ تولید میں مادہ تولیدی خلیہ کے نیوکلس کو نکال کر اس میں جس جانور کی نقل تیار کرنی ہے اس کے جسم کے کسی بھی غیر تولیدی خلیہ اور سپرم کے علاوہ باقی تمام خلیے کے وراثتی مادہ کو داخل کیا جاتا ہے پھر اس انڈے سے بجلی گزاری جاتی ہے جس سے تقسیم کرتے کرتے پورا جانور بنا دیا جاتا ہے۔ حیوانات میں کلوننگ کی تاریخ نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے لیکن سائنسدانوں کو حیوانی کلوننگ میں مکمل کامیابی 1997ء میں حاصل ہوئی، جب سکاٹ لینڈ کے ڈاکٹر 'ایان وولمٹ' نے روز لین انسٹی ٹیوٹ کے تحت ایک ایسی بھیڑ کی پیدائش کا تجربہ کیا جو کلوننگ کے ذریعے پیدا کی گئی تھی اور کلوننگ کا آخری کامیاب تجربہ ''2012 نوری'' بکری کے نام سے شیر کشمیر یونیورسٹی انڈیا میں کیا گیا۔

3۔ کلوننگ کی اقسام:

کلوننگ کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں:

(1) نباتاتی کلوننگ (2) حیوانی کلوننگ (3) انسانی کلوننگ

1۔ نباتاتی کلوننگ: اِس طریقہ کار میں ایک نسل کا پودا لے کر اِس کے آر این اے میں پودوں کو سب سے زیادہ لاحق ہونے والی بیماری کا وائرس ڈال دیا جاتا ہے۔ اِس طریقہ سے جو پودا تیار

ہوتا ہے اِس میں وائرس کے خلاف مدافعت موجود ہوتی ہے پھر اس پودے کے مزید کلون تیار کیے جاتے ہیں جو سب کے سب وائرس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اِس طرح اِس کلون شدہ پودے کا اندرونی نظام بھی اس پہلے پودے جیسا ہوگا جس کا کلون تیار کیا گیا ہے۔

2۔حیوانی کلوننگ: کسی ایک نسل کے دو جانور لے کر ان میں سے ایک کا میموری سیل لے لیا جاتا ہے اور اس کو مزید نشوونما کے لیے لیباٹری میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اِس طرح تقسیم کے عمل کے بعد خلیات کی تعداد میں اِضافہ ہو جاتا ہے جو ہو بہو پہلے کی نقل ہوتا ہے۔ اِس کے بعد دوسرے جانور کا بیضہ لے کر اِس کا مرکزہ الگ کر دیا جاتا ہے پھر میموری سیل اور بیضہ کو ملا دیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بچہ کی پہلی حالت بننا شروع ہو جاتی ہے اور کثیر تعداد میں ایمبر یو کو اِس جانور میں رکھ دیا جاتا ہے جس سے انڈہ لیا گیا تھا۔ اِس طرح مقررہ مدت کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ بالکل اسی جانور کی کاپی ہوگا جس کا میموری سیل استعمال کیا گیا تھا۔

نباتاتی اور حیوانی کلوننگ کی شرائط:

اِسلامک فقہ اکیڈمی اردن اس ضمن میں درج ذیل شرائط ذکر کی گئی ہیں:

(1) کلوننگ کے اس طریقہ کار میں شرعی طور پر کوئی مفید مصلحت پائی جاتی ہو۔

(2) اس کلوننگ کا مقصد اللہ کی تخلیق میں بگاڑ نہ ہو۔

(3) اِس عمل میں نقصانات فوائد سے متجاوز نہ ہوں۔

(4) اِس کی بنا پر جانوروں کو ایذا اور تکلیف نہ ہو۔ اس لیے کہ ان بے زبان جانوروں کو اذیت دینا شریعت اِسلامیہ میں حرام ہے۔

نباتاتی اور حیواناتی کلوننگ کا حکم:

اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور زمین میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب اِس کے ماتحت کر کے اسے ان پر فوقیت دی گئی ہے تا کہ بوقت ضرورت ان کو استعمال میں لا کر اپنی جائز ضروریات کو پورا کر سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ O (الجاثیہ:13)

''اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے (حکم) سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں (قدرتِ خدا کی) نشانیاں ہیں۔''

اِسی طرح جانوروں کو بھی انسان کے فائدے کے لیے تیار کیا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ O (النحل:8)

''اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لیے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں۔''

زمین میں نباتات کو بھی انسانی نفع کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ O (النحل: 11)

''اسی پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اُگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لیے اس میں (قدرتِ خدا کی بڑی) نشانی ہے۔''

شریعتِ اِسلامیہ میں نباتات وحیوانات سے استفادے کی اجازت ضرورت کی حد تک دی گئی ہے۔ اگر اس اصول کو مدنظر نہ رکھا جائے تو یہ جانوروں کو نقصان پہنچانے اور مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مَا مِنْ اِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا، اِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهَا، قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهَا (سنن نسائی)

''جس شخص نے کسی چڑیا یا اس سے اوپر (چھوٹے یا بڑے) پرندے کو ناحق مارا تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اس سے پوچھے گا۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح کرے اور پھر اسے کھالے، اور وہ اس کا

سر کاٹ کر اسے مت پھینکے“۔

دوسری حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے:

كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ المَالِ...... (بخاری)

”آپ ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال (فضول باتوں) سے اور زیادہ سوال کرنے سے اور مال کو ضائع کرنے سے“۔

پہلی حدیث مبارکہ میں تکلیف دینے اور بغیر ضرورت کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں مال کو بغیر کسی وجہ کے ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علما نے جانوروں کی کلوننگ کے لیے اس شرط کو لازمی قرار دیا کہ انھیں کسی قسم کی ایذا پہنچانا مقصود نہ ہو۔

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ:

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے کلوننگ اور جینیٹک انجینئرنگ کی ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے جراثیم، باریک جانداروں، پودوں اور حیوانوں کے میدانوں میں اصول و مصالح اور ازالہ و مفاسد کے شرعی ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے ان سے استفادہ کو شرعاً جائز قرار دیا ہے۔

انسانی کلوننگ کی تعریف:

انسانی کلوننگ میں انسانوں کی پیدائش کے لیے مرد اور عورت کے سپرم اور بیضہ ملنے یا جنسی عمل کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی اور مزید یہ کہ جو انسان پیدا ہوگا وہ اِسی انسان کی ہم شکل ہوگا جس کا میموری سیل لیا گیا اور ایسے ہم شکل انسان ایک نہیں درجنوں کی تعداد میں پیدا کیے جاسکیں گے۔

انسانی کلوننگ کے طریقہ کار:

جنین کلوننگ: اس طریقہ میں جب بیضہ پر کلوننگ کا عمل کر کے اسے زرخیز کرلیا جاتا ہے تو اس میں تقسیم کا عمل شروع ہوجاتا ہے اس سے کئی خلیے پیدا ہوتے ہیں جنہیں بعد ازاں مختلف مادہ کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں ایک خلیہ سے کئی کلون حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

جنین کلوننگ کا حکم: جنین کلوننگ میں فقہی اکیڈمی اردن اور دوسرے اجتماعی اجتہادی اداروں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ فقہی اکیڈمی اردن کے ہونے والے اجلاس میں بحث و مباحثے کے بعد بعض معتبر علما نے اس طریقہ کو درست مانا ہے جبکہ باقی فقہی اکیڈمیز کے نزدیک یہ طریقہ حرام ہے۔

مجوزین کے دلائل: مجوزین کے نزدیک جنین کلوننگ جائز ہے اور اس کے وہی اصول وضوابط ہیں جو ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ہیں اور وہ بالاتفاق تمام علماء کے ہاں جائز ہے چونکہ یہ سارا عمل زوجین کے ہاں کیا جاتا ہے اور اس میں کسی تیسرے فرد کی مداخلت بھی نہیں ہوتی۔ اگر عورت کو حمل ٹھہرنے میں مشکل ہو تو اس صورت میں جائز ہے۔

1۔ اس صورت میں مرد و عورت کے بانجھ پن کا علاج کیا جاتا ہے اور وہ مرد جس کے سپرم کمزور ہوں یا بہت ہی تھوڑی مقدار میں ہوں اِسی طرح وہ عورت جس کو حمل ٹھہرنے میں مشکلات ہوں تو اس ٹیکنالوجی کی بدولت اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

2۔ اس ٹیکنالوجی کا دوسرا استعمال یہ ہے کہ جینیٹک ٹیسٹ کے ذریعے موروثی امراض کی تحقیق میں مدد ملتی ہے جو بعض بچوں میں نقائص کا سبب بنتے ہیں۔ لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے ان کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور اس طرح ناقص بچوں کی ناقص الخلقت پیدائش کو روکا جا سکتا ہے۔

مانعین کے دلائل:

1۔ اس میں جو مصلحتیں ہیں وہ جزوی قسم کی ہیں۔ بانجھ پن میں مبتلا چند خاندانوں کے افراد کو اس سے فائدہ ہوگا لیکن ہمارے معاشرے میں امانتداری نہ ہونے کی بنا پر اس کے مفاسد کا غلبہ بڑھ جائے گا اِس لیے سدِ ذرائع کے طور پر اس سے منع کیا گیا ہے۔

2۔ نطفہ انسان کی اصل ہے جب وہ قرار پا جائے تو اِس کے بعد اس سے چھیڑ چھاڑ کرنا یا اس مقصد کے لیے حمل کو گرانا انسانی عظمت کے خلاف ہے۔

3۔ جو خطرات بالغ ڈی این اے کلوننگ میں ہیں وہ اس میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس لیے جائز نہیں۔

معالجاتی کلوننگ:

معالجاتی کلوننگ کسی بیمار شخص کے جسم سے بالغ ڈی این اے لے کر مصنوعی طریقے پر اس سے مکمل عضو یا اعضاء دل، لبلبہ، جگر وغیرہ بنا کر اِسی بیمار شخص کے جسم میں اس کی پیوند کاری کرنے کے عمل کا نام ہے۔ یہ کلوننگ ابھی تصوراتی ہے لیکن سائنسدان اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ معالجاتی کلوننگ میں وہ جنین استعمال ہوگا جس کے لیے جسمانی خلیہ کا

مرکزہ استعمال کیا گیا اور پھر اس جنین کے ابتدائی خلیات حاصل کیے گئے ہوں۔

معالجاتی کلوننگ کے کامیاب تجربات:

سائنسدانوں نے کافی کوشش اور جدوجہد کے بعد انسانی اعضاء کے نہ صرف بنانے میں کامیابی حاصل کرلی ہے بلکہ اس کو مختلف انسانوں میں پیوند بھی کیا جا چکا ہے۔ جاپانی سائنسدانوں نے سٹم سیلز ٹیکنالوجی کی مدد سے مصنوعی انسانی جگر تیار کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔اس جگر کے لیے سٹم سیلز انسانی خون اور جلد سے حاصل کیے گئے تھے۔

امریکی سائنسدانوں نے سٹم سیلز سے انسانی دل کا ٹشو تیار کرلیا ہے۔فطری طور پر سکڑنے کی صلاحیت ٹشو کو انسانی اعضاء کی تیاری میں اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔ پٹسبرگ یونیورسٹی کے ماہرین نے انسانی جلد سے حاصل کردہ پلورو پیوٹنٹ سٹم سیلز سے انسانی دل تیار کیے ہیں جنہیں پری کرسر سیلز کا نام دیا گیا ہے۔

برطانوی سائنسدانوں نے سٹم سیلز کی مدد سے انسانی اعضاء کی تیاری کا کام لیبارٹری میں شروع کررکھا ہے۔اس سلسلے میں انسانی ناک اور کان کے ساتھ ساتھ خون کی نالیاں بھی تیار کی جارہی ہیں۔انھوں نے اپنی لیبارٹری میں ایک برطانوی شہری کی ناک تیار کی ہے جس کی ناک کینسر کی وجہ سے ضائع ہوگئی تھی۔محققین نے اِس کی چربی سے سٹم سیلز لے کر دو ہفتوں کے لیے ان کو لیباٹری میں نمو دی اور اس کے بعد اس کو بڑھنے کے لیے اِس شخص کے بازو سے پیوند کردیا گیا تھا۔

معالجاتی کلوننگ کا حکم:

مصر کے مشہور عالم دین ڈاکٹر نصر فرید لکھتے ہیں:

> ''ایسا طریقہ علاج جس میں انسانی خلیوں کا انتقال علاج کی غرض سے ہو اور اس میں نسب کے اختلاط کا بھی خدشہ نہ ہو۔نیز ان اعضاء کی پیوندکاری مریض کی اپنی ذات کے لیے ہو یا کسی دوسرے انسان کے عضو بنانے کے لیے اگر شفا کی امید ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔اِس لیے کہ ساری کائنات کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔''

ڈاکٹر حسن علی شاہ ذلی لکھتے ہیں: ''پیوندکاری کے وہ تمام طریقے جس میں کسی انسان

کے پورے جسم میں کسی جگہ سے بھی خلیہ حاصل کیا جائے اور دوسرے انسان کو آلاتِ طبیہ کے ذریعے منتقل کیا جائے تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔"

معاصر علماء اور اسلامی فقہی اکیڈمیز نے انسانی اعضاء کی کلوننگ کو چند شرائط کے ساتھ اس کے مقاصد کے تحت جائز قرار دیا ہے۔

معالجاتی کلوننگ کی شرائط:

1۔ کسی جنین کو اعضاء کی کلوننگ کے لیے مخصوص کرنا جائز نہیں، ہاں اگر اسقاطِ حمل شرعی یا طبی عذر کی بنا پر ہو تو اس سے اعضاء کی پیوندکاری کی گنجائش ہے۔

2۔ انتقالِ خلیہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مرنے سے پہلے وہ شخص جس کا خلیہ لیا جائے اس نے موافقت کی ہو اور وفات پا جانے کے بعد اس کے ورثا اس کے ساتھ موافقت کریں اور اگر کوئی لاوارث آدمی ہے تو اس کے خلیوں سے استفادہ کے لیے حاکم وقت کی اجازت ضروری ہے۔

3۔ حیوانی جنین سے اعضاء کے لیے پیوندکاری جائز ہے۔ بشرطیکہ اس سے شرعی حدود کو پار کرنا لازم نہ آئے۔

4۔ جس جگہ سے خلیہ لیا جا رہا ہے وہ محل شرعاً مشروع ہو اور جو چیز اس پیوندکاری سے حاصل کی جا رہی ہے وہ بھی مشروع ہو۔

5۔ اس کو ذریعہ معاش نہ لیا جائے۔

6۔ قابل اعتماد کمیٹی کی نگرانی میں اعضاء کی پیوندکاری کی جائے۔

7۔ میاں بیوی کے علاوہ نر و مادہ کے جنسی مواد کا انتقال نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ ان جنسی خلیوں میں ان لوگوں کی خصوصیات ہوتی ہیں جن سے یہ لیے جاتے ہیں۔

8۔ اعضائے مخصوصہ کی پیوندکاری جائز نہیں اور اس کے علاوہ تناسلی آلات کو شدید ضرورت کی بنا پر پیوند کرنا جائز ہے بشرطیکہ ڈاکٹر یہ تصدیق کرے کہ اس سے موروثی صفات منتقل نہ ہوں گی۔

بالغ ڈی این اے کلوننگ (Adult DNA cloning)

بالغ ڈی این اے کلوننگ سے وہ عمل مراد ہے جن میں ایک بیضہ یا جنین سے اس کا ڈی

این اے الگ کر دیا جاتا ہے اور ایک بالغ جانور یا انسان کے جسمانی خلیہ کا ڈی این اے اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے اور پھر اِس بیضے جنین کو جسمانی خلیے کے ڈی این اے کے ساتھ نمو کے مراحل سے گزارا جاتا ہے(ڈولی نامی بھیڑ کی کلوننگ کے لیے یہی طریقہ اِختیار کیا گیا تھا)۔اس طریقے میں انسان کے جسم کے کسی بھی حصے سے جسمانی خلیہ لے کر اِس کے کسی نیوکلیئس کو نکال کر خاتون کے سائٹو پلازم سے خالی بیضہ میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر اِس عورت کے رحم میں نشوونما کے لیے رکھا جاتا ہے تاکہ وہ ایک کامل جنین بن سکے اور پھر اس سے وہ ایک کامل بچہ جو صفات اور شکل کے اعتبار سے ان کے مشابہ ہوگا جن کا خلیہ اِستعمال کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

مصادر و مراجع

William Benton, Encylopedia of Britanwca London

https://en.wikipedia.org/wiki/Human_cloning

Https://www.dnaindia.com/india/report-india-gets-its-second-cloned-Animal-noorie-a-pashmina-goat-1662536

Https://science.howstuffworks.com/life/genetic/cloning.htm

https://honchemistry.wikispaces.com/The+Three+Types+of+%20cloning

مینگل، قاضی محمد ہارون، انسانی کلوننگ شرعی نقطہ نظر، مشمولہ سالانہ رپورٹ 2003۔2002

شکوری، عبدالرؤف، ڈاکٹر، کلوننگ ایک تعارف

قضایا طبیہ معاصرہ فی ضو الشریعة السلامیة

انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے، مترجم فہم اختر ندوی

مصباح، عبدالہادی، الاستناخ بین العلم و الدین

ڈاکٹر قاسم مہدی کی پریزنٹیشن کے اہم نکات، مشمولہ سالانہ رپورٹ 2002۔2003

روزنامہ نوائے وقت، ایڈیٹر مجید نظامی، 16 اگست 2013ء

نصر فرید، ڈاکٹر الاستناح البشری و احکامه الطیبه و العلمیه فی الشریعه الاسلامیه

شاذلی، حسن علی، استناح حقیقه انواعکم کل نوع فی الفقه السلامی

مصدق حسن، المقاصد الشرعیہ والقضایا البیولوجیہ فی الفقہ الاسلامی

حُرمتِ اقصیٰ اور ہماری ذمّہ داریاں

انجینئر فیضان حسن
فیصل آباد

زیرِ نظر مضمون میں اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ یہ فلسطین کا مسئلہ ہے کیا اور اس سلسلے میں ہمارے کرنے کے کام کیا ہیں؟ اللہ اس کی توفیق عطا فرما دے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کی حرمت اور اہمیت کیا ہے؟ سب سے پہلے ہمارے سامنے کچھ مغالطے رہنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اس پر یہودیوں کا حق ہے، وہ پہلے سے اس پر موجود تھے ہم نے وہاں جا کر قبضہ کیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے یعنی فتنۂ وطنیت بھی ایک بہت بڑی بلا ہے۔ جیسے اقبال نے کہا تھا کہ ؎

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے — جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے

تو وہ اُمت کا تصور جہاں جہاں ختم ہوگیا اس کی جگہ وطنیت کا تصور آ گیا تو گویا یہ مسئلہ ہمارا پاکستانیوں کا مسئلہ نہیں ہے، یہ تو فلسطینیوں کا مسئلہ ہے ہم ان کے لیے دعا کر دیں گے بس یہ ہمارے لیے کافی ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں سے ایک بڑا طبقہ ابھی تک اس بحث میں مصروف ہے کہ مسجد اقصیٰ تو صحیح طور پر لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ کون سی ہے وہ سنہرے گنبد والی نہیں ہے بلکہ سرمئی گنبد والی مسجد کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اس بحث پر صلاحیتیں صرف ہو رہی ہیں۔ بہرحال ان چیزوں کے حوالے سے سمجھنا ضروری ہے کہ ہمارے لیے مسجد اقصیٰ کی اہمیت کیا ہے؟ سب سے پہلے تو اس مغالطے سے باہر آئیں کہ مسجد اقصیٰ کوئی سیاسی مسئلہ

نہیں ہے، مسجد اقصیٰ کا مسئلہ کوئی صرف مسلمانوں کے جان مال عزت کا مسئلہ بھی نہیں ہے بلکہ اصلاً یہ ارضِ مقدس کا مسئلہ ہمارا مذہبی اور دینی ایشو ہے۔ بعض لوگ اس کو کشمیر سے اور بعض دوسرے مقامات سے ملاتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو ارضِ فلسطین کے ساتھ ہماری محبت ہے ہماری عقیدت ہے اس کی بڑی مضبوط قسم کی بنیادیں ہیں ہمیں ان کو سمجھنا چاہیے۔ چند دن پہلے حماس کے علماء ونگ کے سربراہ پاکستان تشریف لائے تھے تو ان سے ملاقات کا موقع ملا، ان کا نام ڈاکٹر نواب تدروری ہے۔ حماس میں علماء بھی ان کو لیڈ کرتے ہیں۔ ان کا ایک جملہ سننے کو ملا اور یقین کیجیے کہ وہ جملہ سن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، فرمانے لگے بھائی! کیا اگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ کعبۃ اللہ پر اہل کفر نے حملہ کر دیا ہے تو آپ اتنے ہی آرام سے بیٹھ جائیں گے؟ اگر اللہ نہ کرے آپ کو یہ معلوم ہو کہ مسجد نبوی پر اغیار کا حملہ ہوگیا ہے تو تب بھی آپ اتنے آرام سے اپنے آپ کو تسلی دے لیں گے؟ کیا آپ کا دل تڑپے گا نہیں؟ کیا آپ کی خواب گاہوں میں انگارے نہیں جلیں گے؟ تو اگر آپ کو بیت اللہ کے ساتھ اور مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ جو عقیدت ہے جو بلاشبہ ہونی چاہیے، تو مسجد اقصیٰ کے حوالے سے یہ خاموشی کیوں ہے؟ اس پر یہ اطمینان کیوں ہے؟ اس پر صرف دعاؤں پر اکتفا کیوں ہے؟ بہرحال یہ ان کا جملہ واقعتاً ایسا تھا کہ مسجد اقصیٰ کے لیے یہ اہمیت ہماری نظروں میں کس قدر ہے یہ ہمیں جاننا چاہیے۔ سورۂ بنی اسرائیل (سورت نمبر 17) کی پہلی آیت کہ جس میں واقعہ معراج کا تذکرہ ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ

’’پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد رسول اللہ ﷺ) کو ایک رات مسجد حرام سے اُس مسجد اقصیٰ تک لے کر گئی جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں‘‘

وہ سرزمین جس کے اردگرد اللہ نے برکتیں رکھی ہیں، وہ سرزمین جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے، وہ سرزمین جو ہمارا قبلہ اوّل تھی۔ صحیح بخاری میں روایت موجود ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کی ہے۔ پھر ابوداؤد شریف میں روایت موجود ہے کہ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ

کے نبی ﷺ فرماتے ہیں مجھے تین جگہوں پر نبوت عطا فرمائی گئی۔ شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ نبوت عطا فرمانے سے مراد یہ ہے کہ تین بنیادی جگہیں ہیں جہاں وحی نازل ہوئی ہے۔ ایک مکہ ہے، دوسرا مدینہ ہے، تیسرا شام ہے۔ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس روایت میں شام سے مراد مسجدِ اقصیٰ ہے، ارضِ فلسطین ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! اس روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ مکہ کی مقدس مسجد یعنی مسجد حرام ہے۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ یارسول اللہ! دوسری مسجد کون سی ہے؟ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اس روئے زمین پر اللہ کی دوسری مسجد وہ مسجد اقصیٰ ہے جو کعبۃ اللہ کے چالیس سال بعد تعمیر کی گئی ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خاص طور پر تین مسجدوں کی زیارت کا حکم دیا ہے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ فرمایا مسجد حرام کی زیارت کے لیے جایا کرو، مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے لیے جایا کرو اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے جایا کرو۔ پھر ابن ماجہ شریف کی روایت ہے اور بہت توجہ سے سننے والی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اسے ایک نماز کا ثواب ملتا ہے، پھر جو اپنے محلے کی مقامی مسجد میں نماز پڑھتا ہے جہاں جمعہ نہیں ہوتا اس مسجد میں اسے ستائیس نمازوں کا اجر ملتا ہے، پھر اگر وہ کوئی نماز ایسی مسجد میں پڑھتا ہے جہاں جمعہ بھی پڑھا جاتا ہے یعنی جامع مسجد میں تو اسے ایک نماز پڑھنے پر پانچ سو نمازوں کا اجر دیا جاتا ہے، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص جا کے مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرتا ہے اللہ اسے اپنے گھر کی نماز کے مقابلے میں پانچ ہزار نمازوں کا اجر عطا فرماتا ہے، پھر فرمایا جو میری مسجد میں یعنی مسجد نبوی نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پچاس ہزار نمازوں کا اجر عطا فرماتے ہیں اور جو مسجد حرام میں نماز ادا کرتا ہے اللہ اسے ایک لاکھ نمازوں کا اجر عطا کرتا ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس مسجد کی زیارت کی ترغیب دی ہے۔ ایک روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ کی آزاد کردہ ایک باندی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے دل میں خیال آتا ہے مجھے شوق پیدا ہوتا ہے کہ مجھے مسجد اقصیٰ کی زیارت کرنی چاہیے وہاں جانا چاہیے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا یہ

شوق اللہ مبارک کرے یہ بڑا مبارک شوق ہے تمہیں وہاں جانا چاہیے ضرور جاؤ۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے پاس وہاں جانے کے وسائل نہیں پاتی، میرے دل میں تڑپ آتی ہے کہ میں وہاں پہنچوں لیکن میرے پاس اتنے اسباب نہیں ہیں میرے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ میں وہاں پہنچ سکوں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں میمونہ! اگر تمہارے پاس وہاں جانے کے وسائل واسباب نہیں ہیں اور تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قافلہ مسجد اقصیٰ کی طرف جارہا ہے تو تم اتنا تو کرسکتی ہو کہ مسجد اقصیٰ میں جلنے والے ایک دیے کا تیل اس قافلے کے ہاتھ وہاں بھجوادو۔ اگر تمہارے نام کا ایک دیا مسجد اقصیٰ میں جل گیا تو اللہ اس کا بھی تمہیں اجر عطا فرمائے گا۔ یہ اہمیت ہے اس مقام کی، یہ وہ مقام ہے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا اچھا اس کو لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بھئی یہ وہ مقام ہے جہاں آدم علیہ السلام نے مزدوریاں کی ہیں، مسجد اقصیٰ کی تعمیر آدم علیہ السلام کے دور میں ہوئی۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مسکن بنا، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی وسیع تعمیر کی۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لکھا ہے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے دور میں بار بار ترغیب دلائی ہے مسجد اقصیٰ کی زیارت کی، مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کی، مسجد اقصیٰ تک پہنچنے کی اور پھر یہ ترغیب ہماری امت کے اسلاف میں منتقل ہوئی ہے۔

آپ ذرا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور کو دیکھئے اسلامی لشکر فتوحات کرتا ہوا جا رہا ہے اور جب یہ فلسطین کے باہر پہنچے وہاں کے لوگ قلعے میں محصور ہیں، کچھ پادری باہر آتے ہیں اور باہر آکر کہتے ہیں ہماری مقدس کتابوں میں ایک شخص کا تذکرہ ہے جو مسجد اقصیٰ کو فتح کرے گا ہم نے اپنے قلعوں کی فصیلوں سے دیکھا ہے آپ کے لشکر میں ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ واپس چلے جایئے، خون ریزی ہوگی خون بہے گا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں نکل پائے گا۔ واپس چلے جایئے، سپہ سالار خط لکھتا ہے امیر مومنین! فرمایئے کیا حکم ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک خادم لیتے ہیں ایک سواری لیتے ہیں فرماتے ہیں میں خود وہاں پر حاضر ہو جاؤں گا۔ سواری لے کر نکلنے لگتے ہیں تو کوئی شخص کہتا ہے کہ حضرت آپ دو افراد ہیں دو سواریاں لے لیں۔ کہا: جب ایک پر گزارا ہو سکتا ہے تو میں مسلمانوں کے بیت المال میں سے دوسری سواری نہیں لوں گا۔ ہم باری باری اسی پر سوار ہوں گے، مدینہ منورہ سے سفر شروع ہوتا ہے فلسطین میں اختتام ہوتا ہے۔ جب پہنچتے ہیں تو

ایک خلعتِ فاخرہ تیار ہے مسلمانوں نے ایک اچھا لباس بادشاہوں والا لباس تیار کر رکھا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جاتا ہے تو وہ اُکتاہٹ محسوس کرتے ہیں بیزاری محسوس کرتے ہیں فرماتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کی عزت لباس میں نہیں رکھی، اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی عزت اسلام میں رکھی ہے۔ اس دن اپنے خادم کے ساتھ دوبارہ فصیل کی طرف جانے لگتے ہیں، منزل ختم ہوتی ہے، خادم سواری پر بیٹھتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے چلنے لگتے ہیں، فصیل کے دروازے سے لوگ باہر آتے ہیں ان کے بڑے پادری باہر آئے اور کہنے لگے کہ اس سواری پر بیٹھے ہوئے شخص میں بھی وہ نشانیاں موجود نہیں ہیں جو ہماری کتابوں میں لکھی ہیں تو وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ میں مسلمانوں کا امیر نہیں ہوں، بائیس لاکھ مربع میل کا حکمران وہ ہے جو میرے اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل چل رہے ہیں۔ سترہ پیوند اس کے لباس پر ہیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں اور چابیاں لا کر ان کے قدموں میں ڈھیر کر دی جاتی ہیں۔ بیت المقدس فتح ہوتا ہے دروازے کھلتے ہیں۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب دروازے کھلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لپک کر اندر گئے، صحابہ نے سوچا کیا جلدی ہے؟ کس واسطے اندر لپکے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لپکے اور سیدھا جا کر جھاڑو پکڑ لیا کوئی مجھ سے پہلے مسجد اقصیٰ میں جھاڑو دینے کی سعادت حاصل نہ کر لے۔ بائیس لاکھ مربع میل کا حکمران مسجد اقصیٰ میں خود جھاڑو دیتا ہے، اذان کی باری آئی تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، اذان دی گئی۔ اس کے بعد انتظام وانصرام کے حوالے سے مجلس منعقد ہو رہی ہے اور اس مجلس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھیوں سے مشورہ کر رہے ہیں ایک یہودی آیا بوڑھا آدمی اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں کوئی بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے اور رونے لگے اور فرمایا مجھے معاف کر دیں میں اپنی بات پوری نہیں کر سکتا۔ وہ چلا گیا مسلمانوں نے پوچھا: حضرت امیر المومنین! یہ کیا؟ یہ تو یہودی تھا آپ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کے رو رہے ہیں کیا معاملہ ہوا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں بچپن میں اپنے چچا کے ساتھ ایک تجارت کے سفر میں نکلا تھا اور جب میں یہاں بیت المقدس سے گزرا تو یہ یہودی مجھے ملا اس نے مل کر کہا کہ مجھے نشانیاں نظر آگئی ہیں یہ وہی شخص ہیں جس نے بیت المقدس کو فتح کرنا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ کیا مذاق کر رہا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا تم تو مذاق کر رہے ہو۔ وہ شخص کہنے لگا

کہ بس ٹھیک ہے آپ جب بیت المقدس کے فاتح بن کر تشریف لائیں گے تو آپ دو چار پلاٹ میرے نام کر دیجیے گا۔ میں نے بھی مذاق میں کہہ دیا ٹھیک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ یہ بابا اپنا وعدہ یاد کروانے آیا تھا تو میں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے اور میں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کا حق ہے میں اس پر کسی یہودی کو کوئی حصہ نہیں دے سکتا۔

نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں دنیا کی بہترین لکڑی منگوائی، بہترین درکھان منگوائے اور کہا منبر بنانا شروع کرو۔ سالوں کام چل رہا ہے منبر تیار ہو رہا ہے کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا کر رہے ہیں؟ اس منبر پہ کیا خود کھڑے ہوں گے؟ کہا: نہیں، میں اپنے لیے منبر نہیں بنوا رہا میں یہ منبر اس لیے تیار کروا رہا ہوں کہ جب اللہ بیت المقدس کو فتح کرنے کی سعادت ہمیں نصیب فرمائے پہلا جمعہ اس منبر پر پڑھا جائے، میں زندہ نہ بھی رہا میرا بنایا ہوا منبر اگر مسجد اقصیٰ میں پڑا ہوگا اور اس پر خطبہ جمعہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نور الدین زنگی کو اسی کے صدقے معاف کر دے گا۔ پھر صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین فرمائی، صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تاریخ میں یہ بات لکھی ہے کہ تین سال تک صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ سلطان ہونے کے باوجود اپنے بستر پر نہیں سوئے ہیں۔ بتقاضائے بشریت نیند آجاتی تھی تو کسی دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے اور کچھ دیر آنکھیں بند کر لیتے تھے۔ کسی نے پوچھا حضرت بستر پہ نہیں سوتے؟ کہا مسجد اقصیٰ اغیار کے قبضے میں ہے اور صلاح الدین بستر پہ سو رہا ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ کو چہرہ نہیں دکھانا۔ حضرت آپ حج پہ نہیں جا رہے، آپ عمرہ نہیں کر رہے، آپ بیت اللہ کی زیارت نہیں کر رہے، کہا مجھے اس سے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ بیت المقدس صلیبیوں کے قبضے میں ہے۔ تین سال مسلسل تیاری کی اور پھر اس کے بعد چڑھائی کی اللہ نے فتح نصیب فرمائی، صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے۔ مسجد اقصیٰ فتح ہوگئی، دنیا کے بڑے بڑے مؤذّن بلائے گئے انہیں کہا گیا کہ فلسطین کے اطراف میں اذانیں دو، جب اذانیں دی گئیں تو مسلمانوں کی چیخیں بلند ہوئیں کہ اللہ نے ہماری وراثت ہمیں واپس عطا کر دی ہے۔ جمعے کا وقت آیا نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا منبر لایا گیا، صلاح الدین ایوبی نے محی الدین زکی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا حضرت آپ منبر پر تشریف لائیں اور خطبہ دیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ محی الدین زکی نے جو خطبہ دیا اس کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ اس کی تفصیل تاریخ ابن کثیر میں

پڑھیے گا۔محی الدین زکی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبے کا آغاز کہاں سے ہو رہا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

اللہ کا شکر ہے، اللہ نے ہمیں اس بات کی سمجھ عطا فرمائی کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہونا چاہیے۔یہ فلسطین کی فتح اصل میں لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا حصہ ہے۔محی الدین زکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ میں عصا نہیں پکڑا بلکہ تلوار ہاتھ میں لے کر مسجد اقصیٰ میں یہ خطبہ دیا۔یہ ہے کرنے کا اصل کام۔بہرحال اس مقام کی حرمت کو سمجھنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔

دوسری بات۔ہمارے کرنے کا کام کیا ہے؟ سب سے پہلا کام ہم نے دعائیں کرنی ہیں۔کس کے لیے دعائیں کرنی ہیں اس کے ذرا حصے بنالیتے ہیں: سب سے پہلے نمبر پر دعائیں ہیں غزہ کے ان محصور، مظلوم مسلمانوں کے لیے اللہ اُن پر رحم فرمائے۔جو شہادتیں دے چکے ہیں اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور جو باقی موجود ہیں اللہ ان کو صبر جمیل اور استقامت عطا فرمائے۔یہ ان کا حق ہے کہ ہم دعاؤں میں ان کو یاد رکھیں۔دوسری دعا جو ہمیں کرنی ہے وہ ان غیور مجاہدین کے لیے ہے جو اس وقت ڈٹ کے کھڑے ہیں اور پوری امت کی طرف سے اس فرض کفایہ کو ادا کر رہے ہیں۔آپ تصویر کا ایک رخ دیکھ رہے ہیں اور وہ رخ یہ ہے کہ غزہ پہ بمباری ہو رہی ہے، لوگ شہید ہو رہے ہیں، لاشیں بچھ رہی ہیں، بچوں کا خون بہہ رہا ہے۔یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔دوسرا رخ بھی ہے اور وہ دوسرا رخ یہ ہے کہ 7 اکتوبر سے لے کر آج کی تاریخ تک تقریباً روزانہ حماس کے مجاہدین ایک سو اسرائیلی فوجیوں کو قتل کر رہے ہیں اور صرف دفاع نہیں ہو رہا، شیخ احمد یاسین کے شاگردوں نے الیاسین نام کے میزائل اور مارٹر تل ابیب پر پھینکے ہیں اور مسلسل پھینک رہے ہیں۔اسرائیل کی کرنسی ڈاؤن ہو رہی ہے، معاشی نظام بیٹھ رہا ہے، یہودی اسرائیل چھوڑ کر جا رہے ہیں۔چند دن قبل اسرائیلی آرمی چیف نے یہ بیان دیا کہ ہم اس جنگ میں حماس کو ختم کر دیں گے، آپ کو معلوم ہے کہ جواب کیا ملا؟ تیسرے دن اسرائیلی آرمی چیف کے سگے بیٹے اور بھتیجے کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے ان کو بھیج دیے گئے۔تو ان مجاہدین کے لیے بہرحال ہمیں دعائیں کرنی ہیں۔اللہ انہیں استقامت نصیب فرما دے۔تیسری دعا (ذرا تلخ بات ہے تو میں معذرت پہلے کر لیتا ہوں) ہمیں امت کے ان علماء کے لیے کرنی ہے جو ابھی تک فروعی

ابحاث کے اندر الجھے ہوئے ہیں، جن کی زندگیوں کا مقصد یہ ہے کہ رفع الیدین کرنی ہے یا نہیں، ہاتھ سینے پہ باندھنے ہیں یا ناف پہ باندھنے ہیں جو ابھی تک اس معاملے میں الجھے ہوئے ہیں جن کے مناظرے اور ابحاث ابھی تک اس پہ چل رہی ہیں کہ نماز میں پیر کتنے کھلے ہونے چاہئیں۔ امت کن مسائل کا شکار ہے؟ اس کی طرف توجہ نہیں ہے۔ تو لہٰذا ان علماء کے لیے بھی بصد ادب و احترام ہمیں اللہ سے دعائیں کرنی ہیں کہ اللہ اصل ایشوز کی طرف ان کی توجہ مبذول کرا دے۔ ان مسلمان حکمرانوں کے لیے ہم نے دعائیں کرنی ہیں۔ ذرا سوچئے کہ تاریخ لکھے گی کہ مصر میں دریائے نیل ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور غزہ کے بچے پیاس سے مر رہے تھے۔ تاریخ لکھے گی کہ ان عرب ممالک کے تیل کے کنوؤں سے تیل اُبل رہا تھا اور غزہ کی ایمبولینسز میں ڈالنے کے لیے ایندھن نہیں تھا۔ تاریخ لکھے گی کہ ہر سال میں ایک دن ایٹم بموں کو ریڑھی پر رکھ کے لوگوں کے سامنے نمائش کرنے والے زندہ تھے لیکن غزہ کے مسلمانوں کی مدد کرنے کیلئے ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ بہر حال آج ہمیں اللہ کے سامنے یہ معاملہ پیش کرنا ہے کہ ہم کس کے ساتھ کھڑے ہیں؟ کیا ہم اہل غزہ کے ساتھ ہیں یا نہیں ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ریلی نکالنے یا احتجاج کرنے سے کیا ہوگا؟ بھئی! سیدھی سی بات ہے اللہ کے سامنے کم از کم میرا Narrative واضح ہوگا کہ میں آج کس کے ساتھ ہوں، میری ہمدردیاں میری محبتیں میرا تعلق کس کے ساتھ ہے۔

دوسرا کام اخلاقی مدد ہے، اس درد کو اپنی اولادوں کے اندر منتقل کریں، آگے اپنی اولادوں میں پہنچائیں۔ آپ کی آنے والی نسل کو اس مسجد اقصیٰ کی حرمت کا پتہ نہیں ہے۔ اب یہ سب سے بڑا کام کون کرے گا؟ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک خاتون گئیں کہنے لگی حضرت میں نے کئی علماء سے ایک سوال پوچھا، وہ مجھے اس کا جواب تو دے دیتے ہیں لیکن مجھے اس سے تسلی نہیں ہوتی، میں آپ سے وہ سوال پوچھنے آئی ہوں۔ درمیان میں پردہ تھا شاہ جی ایک جانب تھے اور دوسری جانب وہ خاتون بیٹھی ہوئیں تھیں۔ پوچھا کیا سوال ہے؟ تو خاتون نے کہا کہ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اللہ تعالیٰ عورتوں کے حقوق بیان کرتا ہے، عورتیں نبی کیوں نہیں بنتی؟ تو شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ میں آنسو آ گئے اور فرمایا اللہ کی بندی عورتیں نبی بنتی نہیں ہیں، عورتیں نبی جنتی ہیں (یعنی نبی پیدا کرتی ہیں)۔ اپنی اولادوں میں یہ درد اور فکر ہم نے منتقل کرنا

ہے۔ان ماؤں نے منتقل کرنا ہے۔اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔

تیسرا کام مالی تعاون ہے۔ابھی میں نے ایک روایت آپ کے سامنے رکھی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ میں ایک چراغ بھی تمہارے نام کا جل جائے تو اللہ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے گا۔تو وہ چراغ جلانے کے لیے ان مجاہدین کی مدد کرنے کے لیے اہل غزہ کی مدد کرنے کے لیے جو مالی مدد ہم کر سکتے ہیں وہ ہم نے ان شاءاللہ کرنی ہے۔

چوتھا کام یہودی مصنوعات کا مکمل اور مستقل بائیکاٹ ہے۔ان شاءاللہ ہم نے اس کو بھرپور طریقے سے فالو کرنا ہے۔پہلی مرتبہ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بھرپور انداز سے پوری امت اسرائیلی اور امریکن پروڈکٹس کا بائیکاٹ کر رہی ہے۔اللہ اس کی توفیق عطا فرمادے۔

آخری کام۔اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ ”جو کوئی کسی منکر کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے، اگر اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو دل سے (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے“۔

اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے برا کہنا ہے اور ایک کام اور کرنا ہے اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو ہاتھ سے روکنے کی طاقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔اور وہ طاقت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔اللہ کے دین کے ظہور اور غلبہ کی کوشش کرنی ہے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے آنکھوں سے دیکھیں۔فکرمندی کی بات یہ ہے کہ نظام خلافت کی عمارت کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔میرے محلے میں مسجد بن رہی ہو تو میں اپنے نام کی ایک اینٹ لگانا بھی اس میں سعادت سمجھتا ہوں۔اس نظام خلافت کی عمارت میں میرے اور آپ کے نام کی ایک اینٹ بھی لگ گئی تو ان شاءاللہ جب تک یہ نظام خلافت قائم رہے گا اس کی برکات سے دنیا مستفید ہوتی رہے گی میرے اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنا رہے گا اور اگر صحیح معنوں میں یہ نظام قائم ہو گیا تو پھر دنیا بھر میں کسی کو مسلمانوں کی جانب بری نظر سے دیکھنے کی جرأت نہ ہوگی۔اللہ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمادے۔آمین

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان
ہم کیا کر رہے ہیں؟ لمحۂ فکریہ!

ابوفیصل محمد منظور انور

1 پاکستان کی عدالتیں

کسی بھی ریاست کا استحکام واضمحلال اس کے عدالتی نظام پر موقوف ہوتا ہے، یعنی اگر کسی ریاست کے باشندوں کو عدل و انصاف میسر ہو تو وہ ریاست مستحکم ہوتی ہے اور اگر کسی ریاست کی عوام کو حصولِ انصاف کے لیے مشکلات کا سامنا کرے اور پھر بھی اسے انصاف نہ ملے تو اس ریاست کا وہی حال ہوتا ہے جو آج ہمارے ملک پاکستان کا ہے، کہ معاشی حالت بھی خراب ہے اور معاشرتی نظام بھی بگڑا ہوا ہے اور سیاسی معاملات بھی ابتری کا شکار ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، ...... (بخاری، رقم 4304)

"تم سے پہلی قوموں کو اس چیز نے برباد کیا کہ جب ان میں کوئی امیر کبیر جرم کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی عام آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دیتے"۔

وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کچھ عرصہ سے صورت حال کچھ ایسی ہی ہے جہاں عدالتوں میں قانون و احتساب کا اطلاق بڑے بااثر دولت مندوں پر بالکل نہیں ہوتا بلکہ احتساب تو صرف عام آدمی کا ہی ہوتا ہے۔ عام غریب آدمی اگر کسی جرم میں پکڑا جائے تو پولیس

اس سے وہ جرم بھی قبول کروالیتی ہے جو اس نے کیے نہیں ہوتے ہیں۔ جبکہ طبقہ اشرافیہ کے لوگ جرم کریں ثبوت ہونے کے باوجود نامکمل تفتیش کی بنیاد پر رہا ہو جاتے ہیں یا پھر ڈیل و ڈھیل، پلی بارگین اور دیت کا قانون ہی کافی ہے، کچھ عرصہ سے بااثر شخصیات کے ساتھ قانون اور انصاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے رورعایت کرکے انصاف اور قانون کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ وطن عزیز میں ملکی خزانے کو لوٹنے اور قرضے معاف کرانے والی سیاسی و کاروباری شخصیات کی لمبی فہرست ہے، اب تو اس فہرست میں مختلف سرکاری اداروں میں بیٹھے اعلیٰ عہدوں پر فائز اور بھی پردہ نشینوں کے نام آچکے ہیں جن پر کرپشن کے سنگین الزامات ہیں اور عام آدمی نادہندہ ہو تو حکومت جائیداد کی قرقی کا فرمان جاری کر دیتی ہے، جبکہ امرا اپنی ناجائز زمینیں اور ناجائز قبضے کو بھی ریگولرائز کروالیتے ہیں۔ ہاؤسنگ سکیمیں بنانے والے اور کئی دیگر قبضہ گروپوں کے معاملات ہی دیکھ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان پر ملکی قوانین کا اطلاق ہی نہیں ہوتا ہے، عدالتیں ڈھیل دینے کے ساتھ ساتھ ان کو عام معافیاں دے چکی ہیں۔ ایسے سینکڑوں لوگ الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں سیاسی مخالفین کی جبری طریقے سے پکڑ دھکڑ اور قانونی تقاضے پوری کیے بغیر انھیں اٹھا لینے غائب کرنے اور حراست میں لینے اور ان پر تشدد کیے جانے کے واقعات کی بیسیوں اطلاعات ہیں۔ عدالتوں سے ضمانتیں ہوتی ہیں مگر عدالتوں کے باہر انھیں دوبارہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ عدالتیں بھی انھیں انصاف دلانے میں ناکام نظر آتی ہیں، اس ظلم و ناانصافی کے خلاف عوام میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسا کسی بھی مہذب معاشرے میں نہیں ہوتا۔ عوام کا عدالتوں اور حفاظت کے اداروں پر سے اعتماد ختم ہو رہا ہے جس کے سنگین نتائج مرتب ہوں گے۔ قومی مجرموں کے علاوہ ہر ایک پاکستانی شہری کو الیکشن کے عمل میں پوری آزادی کے ساتھ حصہ لینے کے مساوی مواقع اور اجازت ہونی چاہیے۔ پسند نہ پسند ریاست کی ترجیح نہیں ہونی چاہئے۔ ناانصافی ہماری معاشرتی اخلاقی و دینی اقدار کے منافی اور ناپسندیدہ عمل ہے، اس سے ملک و قوم کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری عدالتیں اور قانون و انصاف کا نفاذ کرنے والے ادارے اس بات کا خیال رکھیں کہ قانون کا اطلاق ہر ایک پر برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ میرے ملک کو سلامت رکھے جس میں لاقانونیت اور آئین شکنی کی قطعاً گنجائش نہ ہو بلکہ ہر ایک کے لیے قانون و انصاف کا عادلانہ پیمانہ

مساوی ہو اور ہر ایک کو اس کی دہلیز پر انصاف ملے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں، وہ ظالم ہیں اور وہ فاسق ہے''۔ (المائدہ)

2 ریموٹ کنٹرول جمہوریت!

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد یہاں جمہوری نظامِ حکومت کا اعلان تو کیا گیا مگر بدقسمتی سے آزادی کے دن سے لے کر کے آج تک اس جمہوری نظام حکومت کو پھلنے پھولے کا موقع ہی نہیں دیا گیا اور آمریت کے سائے میں یہ جمہوری ملک جیسے تیسے چلتا رہا ہے۔ پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی شہادت ملک وقوم کے لیے عظیم سانحہ تھا مگر بدقسمتی سے اس گھناؤنی سازش کے کردار اپنے انجام تک نہ پہنچ سکے۔ 1956ء اور 1962ء کے آئین کے مکمل نفاذ کی نوبت ہی نہ آسکی اور اقتدار کی ہوس میں بعض عناصر جمہوری عمل کے تسلسل میں رخنے ڈال کر اپنے مقاصد حاصل کرتے رہے نتیجے میں آج 77 برس ہونے کو ہیں جمہوریت پر شب خون مارنے والوں کے حوصلے بلند ہیں۔

ملک میں نئے انتخابات کے لیے 8 فروری 2024ء کا دن مقرر ہے مگر نگران حکومتوں اور الیکشن کمیشن کی طرف سے کیے گئے اکثر اقدامات نے انتخابی عمل کو انتہائی حد تک مشکوک بنا دیا ہے۔ آئین پاکستان کے مطابق عوام کو اپنی مرضی کے نمائندے منتخب کرنے کا حق حاصل ہے مگر اس وقت وطن عزیز کی ایک مقبول سیاسی جماعت کو انتخابی عمل سے دور کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز حربے اختیار کیے جا رہے ہیں۔ سیاسی ورکرز کی پکڑ دھکڑ، کاغذات جمع نہ کروانے دینا، فائل چھیننا، یہاں تک کہ اس کا انتخابی نشان بھی بین کر دینے کی اطلاعات ہیں۔ حالانکہ دیگر اکثر جماعتوں سے انٹرا پارٹی الیکشن کروانے بارے پوچھا تک نہیں گیا اور الیکشن نہ کروانے ہی کے الزام میں ایک دوسری جماعت کو معمولی جرمانے کی سزا کے ساتھ ان کی مرضی کے نشان پر الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دے دی گئی۔ ایسے دوہرے معیار کے فیصلے ہونے کے بعد عوام کا موجودہ انتخابات کے صاف شفاف ہونے پر اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ یہ انتخابات کو متنازعہ بنانے کی شروعات لگتی ہیں۔ پہلی بار جنرل محمد ایوب خان نے 1958ء میں مارشل لا لگا کر ملکی باگ ڈور سنبھال لی، اقتدار کو طول دینے کے لیے پاکستان کی بانی پارٹی مسلم لیگ کے حصے بخرے کیے، کئی اہم سیاسی

شخصیات کو اپنے ساتھ ملا لیا اور دس سال تک فوجی ڈنڈے کے زور پر اس ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنا رہا۔ جس سے جمہوری عمل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ جس کا برسوں بعد تک ازالہ نہ ہوسکا اور جونہی جمہوریت کی ریل پٹری پر چڑھتی ہے کوئی نہ کوئی طالع آزما اسے ڈی ریل کر کے ہوس اقتدار کی پیاس بجھاتا رہا۔ آئین اور قانون کو پاؤں تلے روند کر اقتدار حاصل کرنے کا کلچر پروان چڑھتا رہا۔ موجودہ انتخابات کو آئینی مدت میں نہ کروا کر ایک آئین شکنی کی گئی۔ اب ہونے والے انتخابات میں بھی الیکشن نہیں سلیکشن نظر آتی ہے۔ سیاسی جماعتوں نے بھی جمہوری طور پر قیادت منتخب کرنے کی بجائے شخصیت پرستی اور موروثی سیاست کو فروغ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کسی بھی سیاسی جماعت میں جمہوری طور پر منتخب قیادت نظر نہیں آتی۔ بلکہ اہلیت کی بجائے اکثر لوگ مال وزر اور دھونس دھاندلی کے بل بوتے پر اپنے پورے خاندان سمیت سیاسی پارٹیوں کے کرتا دھرتا بن کر پارٹی کو اپنی وراثت جان کر من مرضی سے سیاسی پارٹی چلاتے نظر آتے ہیں۔ پارٹیوں میں اخلاقیات کا فقدان ہے اور نظریاتی سیاست کی بجائے اقتدار کا حصول ہی منزل مراد رہا ہے۔ اس طرح ووٹوں کی خرید وفروخت اور فلور کراسنگ کے کلچر کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ جمہوری اصولوں کی خلاف ورزیاں معمول بن چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے جمہوریت کا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے ماضی سے سبق سیکھنے کی بجائے ہم پرانی روش پر چل رہے ہیں۔ موجودہ حالات سے خوف ہوتا ہے کہ قوم پر کوئی بڑی آزمائش آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ملک کی خیر کرے اور سلامت رکھے۔ فرمان الٰہی ہے:

> ’’جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں‘‘۔ (سورہ اسراء:16)

3 ویلنٹائن ڈے، بے حیائی وفحاشی کا دن

مغربی دنیا میں یوں تو ہر سال سات کے قریب مختلف ایام منانے کا رواج ہے تاہم ویلنٹائن ڈے اور ویمن ڈے کے موقع پر بے حیائی کا ایک طوفان برپا کر دیا جاتا ہے۔ 14 فروری کو ویلن ٹائن ڈے کے نام سے محبت کرنے والوں کے تہوار (Lover's Fesitival) کے طور

پر منایا جاتا ہے۔ مغربی معاشروں میں محبت کے نام پر اس دن نشے میں دھت آوارہ مرد و زن کھلی بے حیائی میں غرق رہتے ہیں۔ حالانکہ مسیحی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کے نزدیک بھی یہ ایک انتہائی بے ہودہ تہوار ہے اور انھوں نے کئی بار اس پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔ جبکہ ہمارا دین اسلام تو خاص طور پر شرم وحیا کا درس دیتا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ ''بے شک ہر دین کا کوئی خاص اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا خاص اخلاق حیا ہے''۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (سورۃ النور:20)

''اے ایمان والو! تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے تو شیطان تو اسے کھلی بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دیتا ہے''۔

ویلنٹائن ڈے اور خواتین کا عالمی دن ایک کھلی بے حیائی کو فروغ دیتے ہیں اور فحاشی و بے راہروی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ گویا یہ دن شیطان کے حکم پر منائے جاتے ہیں اور ان ایام کو منا کر اسلامی تعلیمات کا تمسخر اڑایا جاتا ہے اور دین اسلام کی حدود کا احترام نہیں کیا جاتا ہے۔ اسلام میں غیر محرم مردوں اور غیر محرم عورتوں کا ایک دوسروں سے ملنا اور اظہار محبت کرنا منع ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو یہ دن کو قطعی طور پر نہیں منانا چاہئے اور اس سے براءت کا اعلان کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ (سورۃ النور:19)

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

اس لئے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں، فسق و فجور اور بے حیائی کے کاموں سے بچ کر رہیں اور ایسے مخرب پروگراموں کا حصہ نہ بنیں۔

ایمانداری اور امانتداری

محمد نذیر یاسین

دورِ حاضر کے مسلمان بالخصوص اہل پاکستان کرپشن کے ایسے مرض وعذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں جو دن بدن بڑھتا و پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ درحقیقت یہ اُمّ الامراض ہے اور ہمارے ایمان کے ناپید ومفقود ہونے کی واضح علامت ہے۔ اب اصل سوال یہ ہے کہ ہم اس مرض میں کیونکر مبتلا ہوئے؟ اس کی بہت سی وجوہات بیان کی جاسکتی ہیں تاہم یہ عاجز ایک ایسی کوتاہی یا سنت نبوی سے اعراض کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہے جس پر علمائے کرام، خطیبانِ عظام، اساتذہ کرام اور دیگر مقررین کماحقہ توجہ دیں تو قوی امید ہے کہ اس سنّت کے ہمارے معاشرے پر اِن شاءاللہ مثبت اثرات ضرور مرتب ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک سنت جو احادیث میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا خَطَبَنَا نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا قَالَ: لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِینَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ (مسند احمد) ’’اللہ کے نبی ﷺ ہر خطبہ میں یہ بات ضرور ارشاد فرماتے تھے: اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں ایمان داری نہیں اور اس شخص کا کوئی دین نہیں جس میں وعدے کی پاسداری نہیں‘‘۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی پاکباز شخصیات کو ان دو باتوں کے بارے میں مسلسل یاددہانی و برین واشنگ کی ضرورت تھی تو آج کرپشن کے گرداب میں پھنسے ہوئے مسلمان معاشروں کو یہ تو فرمانِ نبوی مسلسل گھول گھول کر پلانے کی اشد ضرورت ہے۔

ضمیمہ خصوصی (دسمبر 2023ء) کی اشاعت پر

اہل علم کے تأثرات

1 سیّد عطاء الرحمٰن عارف۔ لاہور

دسمبر 2023ء کا خصوصی شمارہ وصول پایا، ماشاء اللہ! نہایت خوبصورتی کے ساتھ ایک تاریخی دستاویز ترتیب پا گئی ہے۔ موجودہ قارئین کے لیے اور آئندہ کے لئے فردِ واحد کی جدوجہد اور کاوشیں مہمیزِ عمل پر تیار کرتی ہیں۔ سالِ اوّل ہی سے 25 روزہ کورس کا آغاز کی معلومات اسی مجلّہ سے حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس انجمن اور حکمت بالغہ کو محترم مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ اس کے ساتھ ہی 'حرفِ آرزو' میں اُمت کو درپیش حالات پر درست نشاندہی کی گئی۔ اور 'حالاتِ حاضرہ' میں ایک ماہ کے واقعات کا جامع انداز میں جائزہ بھی بہترین کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہدایت اور استقامت عطا فرمائے۔

2 محترم خورشید انجم۔ لاہور

ماشاء اللہ اس بار انجمن کے قیام کے 25 سال کے حوالے سے حکمت بالغہ بہت ہی بہترین اور بہت ہی اچھے انداز میں شائع ہوا ہے، خاص کر جو تاریخ بیان کی گئی ہے صدر موسس کے قلمی مخطوطات اور کچھ ان کی روداد اور یہ ساری چیزیں، ان کو پڑھ کر بہت ہی مزا آیا اور فاروقی صاحب بہت یاد آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

3 شوکت حسین انصاری۔ ملتان

ماہنامہ حکمت بالغہ باقاعدگی سے مجھے مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر

دے۔ تازہ شمارہ جس دن مجھے ملا تھا تقریباً 50% رسالہ میں نے اسی وقت پڑھ لیا تھا۔ آپ کے ابوجان محترم انجینئر مختار فاروقیؒ کے ہاتھ کی تحریریں دیکھ کے 93ء ۔ 94ء کا سال یاد آ گیا جب میں آپ کے والد صاحب کے ساتھ کام کرتا تھا، سارے لیٹر وہ لکھا کرتے تھے۔ ماشاء اللہ آپ کے والد صاحب نے بڑی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ لوگ بھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو سلامت رکھے، اپنی حفظ و امان میں رکھے، آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور مزید ہمت عطا فرمائے۔ ماشاء اللہ آپ رسالے میں بہت اچھے اچھے مضامین لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

4 ڈاکٹر طالب حسین سیال۔ اسلام آباد

عصر حاضر کے چیلنجز اور قرآنی تعلیم و حکمت

انجمن خدام القرآن جھنگ سے میرا تعارف ان کے جریدے 'حکمت بالغہ' کے ذریعے ہوا، یہ 2010ء کی بات ہے۔ میں اُن دنوں اقبال بین الاقوامی ادارہ برائے تحقیق و مکالمہ بین الاقوامی یونیورسٹی میں کام کرتا تھا، میں سول سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد اس ادارہ سے وابستہ ہوا تھا، میں نے ایک دن اپنی ڈاک میں حکمت بالغہ کا شمارہ دیکھا۔ جھنگ کا نام پڑھا تو مطالعہ کی تشویق بڑھ گئی، میں نے ایک ہی نشست میں تمام مضامین اور ایڈیٹوریل پڑھ لیا۔ خوش گوار حیرت میں مبتلا ہو گیا، اتنا معیاری علمی، ادبی اور تحقیقی رسالہ جھنگ صدر سے کیسے شائع ہو گیا۔ میں جھنگ کالج میں چار سال پڑھتا رہا، سٹوڈنٹس یونین کا ایف اے میں سیکرٹری اور بی اے میں صدر تھا، ووٹ مانگنے کے لیے جھنگ اور جھنگ صدر کے کوچہ و بازار سے واقف ہو گیا تھا، جہاں کہیں بھی کالج کے طلباء رہائش پذیر تھے اُن سے رابطہ قائم کرتا تھا۔ جھنگ میں پیشہ ور واعظین کا راج تھا جو فرقہ آرائی کی آگ بھڑکاتے رہتے تھے، لیکن 'حکمت بالغہ' فرقہ بندی اور دھڑہ بندی سے بالاتر صرف قرآن حکیم کی تعلیم و ہدایت کا ترجمان نظر آیا۔ حکمت بالغہ کا باقاعدہ قاری بن گیا اور اس کے مدیر اعلیٰ جناب انجینئر مختار حسین فاروقی سے راہ و رسم دوستی میں ڈھلتی گئی۔ اس ناطے سے میں قرآن اکیڈمی کے مقاصد سے آشنا ہوا۔ مجھے ہمیشہ یہ احساس رہا کہ میں اس عظیم قرآنی درس گاہ کے تعارف سے اتنا طویل عرصہ غافل کیوں رہا؟ انجمن خدام القرآن جھنگ کی تاسیس تو 1998ء

میں رکھی گئی تھی اور میں 2010ء میں اس کے مشن سے آگاہ ہوا۔ میں کئی بار اس انجمن کے مؤسس اعلیٰ سے ملا، کئی پروگراموں میں شرکت کی، ہر بار میری معلومات میں اضافہ ہوا۔ مؤسس اعلیٰ کی یکسوئی، للّٰہیت اور محنت شاقہ سے بہت متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خلوص کے ساتھ اُن کو قرآن فہمی کا خصوصی شغف بھی عطا کیا تھا۔ علامہ اقبال کے بقول وہ قاری نظر آتے تھے لیکن حقیقت میں قرآن تھے۔ وہ قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ کے متبحر عالم اور اسلامی تاریخ و روایات کے بے مثل سکالر تھے۔ اُن کے قلم میں زور اور اثر آفرینی کی کرامت تھی۔

انجمن خدام القرآن جھنگ نے تدریس قرآن و سنت اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہیں اُن کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ خیر القرون میں تو نہیں رہے تھے لیکن اُن کے کردار اور فعال سرگرمیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خیر القرون کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس تیز رفتاری سے دعوت دین کا مختلف شعبہ جات میں متنوع پروگرام جاری کیے ہوئے ہیں وہ عہد حاضر کے مادی دور میں خصوصی رحمت الٰہی کا نتیجہ ہیں۔ وَ اللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ۔ مثلاً ابو فیصل محمد منظور انور صاحب ''ضمیمہ خصوصی'' کے صفحہ 93 پر لکھتے ہیں:

''2014ء سے لے کر اکتوبر 2023ء تک تقریباً چودہ ہزار افراد تک کتابچہ 'حقوقِ قرآن' تقسیم کیے جا چکے ہیں''۔

قرآن اکیڈمی جھنگ نے پچیس سال میں تربیت گاہوں کے ذریعے تدریس قرآن اور حکمت بالغہ کے ذریعے قرآنی علوم و سنت رسول اور آثارِ صحابہ، اسلامی تاریخ، اقبالیات اور پاکستانیت کے شعبوں میں جو بیش بہا لٹریچر تخلیق اور تالیف کیا ہے وہ جھنگ کی تاریخ میں ایک درخشاں، تابناک اور زندۂ جاوید باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ پاکستان میں شاید ہی کسی اور ضلع میں اس قدر وقیع اور لازوال علمی و ادبی کام خالصتاً قرآن مجید کی روح کے مطابق ہوا ہو۔

میں مؤسس اعلیٰ کی خدمات جلیلہ اور انجمن کے اولین مؤسسین کی سعی جمیلہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ برخوردار انجینئر عبداللہ اسماعیل اور اُن کی ٹیم کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ اُنھوں نے انجمن خدام القرآن کے مشن کو خوش اسلوبی اور مؤثر طریق سے جاری رکھا ہوا ہے۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے (ﷺ) است

عبد اللّٰہ ابراھیم

(اس مضمون میں 21 دسمبر تا 22 جنوری کے حالات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے)

1 اسرائیلی حملے اور غزہ کے مسلمانوں کی مزاحمت

غزہ پر اسرائیل کے حملے اپنی شدت سے جاری ہیں اور غزہ میں شہادتوں کی تعداد 25 ہزار سے زائد ہو گئی ہے۔ فضائی بمباری، بنیادی سہولیات کی کمیابی، مسلسل محاصرے اور سخت سردی کے باوجود حماس کے مجاہدین کی مزاحمت اور کارروائیاں جاری ہیں جو کہ معجزہ سے کم نہیں ہیں۔ 22 جنوری کو ایک دن میں اسرائیل نے 24 فوجی ہلاکتوں کا اعتراف کیا جو کہ 7 اکتوبر کے بعد ایک دن میں ہونے والی ہلاکتوں میں سب سے زیادہ ہیں۔ جنگ بندی کی باتیں فی الحال انتہائی کمزور ہیں۔ اسرائیلی یرغمالیوں کو دوائیوں کی فراہمی اور اس کے بدلے میں غزہ میں خوراک کی فراہمی کا معاہدہ ضرور ہوا ہے۔

حماس کی اس جدوجہد میں کوئی بھی مسلمان ملک مکمل طور پر ان کا ساتھ نہیں دے رہا۔ یمنی حوثی ان کی حمایت میں بہرحال سب سے آگے ہیں اور سمندری حملے کر بھی رہے ہیں اور اپنے ملک پر امریکی اور برطانوی حملے بھی سہہ رہے ہیں۔ ایران بھی مدد کر رہا ہے مگر چونکہ وہ ساتھ ساتھ شام، عراق اور پاکستان میں بھی کشیدگی بڑھاتا جا رہا ہے لہٰذا اس کا کردار کچھ غیر واضح ہے۔ قطر سفارتی طور پر مدد کر رہا ہے اور باقی مسلمان ممالک زبانی بیانات تو دے رہے ہیں مگر عملاً تماشائی ہیں۔ بہرحال ان فلسطینی لوگوں کی محدود وسائل سے تیاری، جرأت اور شہادتیں دنیا کے

لیے نمونہ اور مسلمانوں کے لیے اِتمامِ حجت ہیں۔ کاش کہ ہم ان کی مدد کرسکیں، ان جیسا بن سکیں، یا کم از کم ان سے محبت اور دعا کا تعلق رکھیں۔

2 پاکستان اور ایران کے مابین کشیدگی اور سرحدی خلاف ورزیاں

ایران نے مشرقِ وسطیٰ کی انتہائی نازک صورتحال میں منگل 16 جنوری 2024ء کو پاکستانی علاقے میں تقریباً50 کلومیٹر اندر ڈرون اور میزائل حملہ کیا۔ یہ حملہ غیر متوقع تھا اور بقول ایران ایک ایرانی علیحدگی پسند تنظیم جیش العدل پر تھا۔ اس حملے میں کچھ بچوں کی ہلاکت بتائی گئی۔ یہ حملہ پاکستان کی فوج کے لیے ایک ابتدائی ناکامی تھا کہ اس کا دفاعی نظام ان حملوں کو روک نہ سکا۔ تاہم اس کے بعد پاکستان کا ردعمل سخت ہوتا گیا۔ پہلے حملے کی مذمت کر کے اسے خلاف ورزی کہا گیا پھر ایرانی سفیر کو نکالنے اور اپنے سفیر کو نہ بھیجنے کی بات کی گئی اور پھر دو دن بعد ایران میں اس سے ملتا جلتا حملہ کیا گیا اور بلوچ علیحدگی پسندوں پر حملے کی بات کی گئی، جس میں 9 ہلاکتیں ہوئیں۔ چونکہ بدلہ لے لیا گیا تھا لہٰذا پھر بیانات نرم ہوتے گئے اور دونوں پھر برادرانہ تعلقات کے حوالے دینے لگے ہیں اور صورتحال کچھ بہتر ہوئی ہے۔ پہل چونکہ ایران سے ہوئی ہے اس لیے اس کا قصور زیادہ گنا جائے گا۔ بہرحال پاکستان اپنے گرد دو متضاد اسلامی حکومتوں اور ہندوستان کی وجہ سے ایک پیچیدہ صورتحال میں گھرا ہوا ہے اور ان حالات میں کوئی عالمی کردار تو کجا اپنی بقا کی جنگ لڑنے پر مجبور ہے۔

3 پاکستان کی سیاسی صورت حال

پاکستان میں الیکشن کی بے یقینی کچھ کم ہوئی ہے اور اب 8 فروری کو الیکشن ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ تاہم ماضی کی طرح اس دفعہ بھی ایک جماعت مقتدرہ کی پسندیدہ ہے اور دوسری جماعت کو کمزور کرنے کے لیے وہی روایتی حربے استعمال کیے جا رہے ہیں، اس کا لیڈر جیل میں ہے، انتخابی نشان تبدیل کر دیا گیا ہے اور ہر امیدوار کا الگ ہی نشان ہے۔ جو کچھ بھی ہو۔ مقتدرہ ایک کمزور اور بیساکھیوں پر چلنے والی حکومت ہی لانے کی کوشش کرتی ہے۔ دیکھیں اس دفعہ کیا صورت حال وجود پذیر ہوتی ہے۔

4 پاکستان کی معاشی صورت حال

پاکستان کی معاشی صورتحال میں کچھ استحکام ہوا ہے۔ روپیہ کی قدر 280 روپے فی ڈالر پر رُکی ہوئی ہے۔ کچھ غیر ملکی زرمبادلہ بھی جمع ہو گیا ہے۔ البتہ مہنگائی کی رفتار اسی طرح زیادہ اور تقریباً 30 فیصد ہے اور چونکہ نوٹ خوب چھاپے جا رہے ہیں اور ملکی کرنسی میں بھی خوب قرض لیا جا رہا ہے۔ اس لیے ہماری حالت ایک انتہائی مریض شخص کے وقتی افاقہ کی طرح ہی ہے اور چند دن بھی اگر بڑی قوتیں اپنا دست شفقت ہٹا لیں تو ہم پھر غیر مستحکم ہو جائیں گے۔

5 سابق فوجی آمر پرویز مشرف کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ برقرار

سابق صدر اور آرمی چیف پرویز مشرف کے خلاف 3 نومبر 2007ء کو ایمرجنسی نافذ کرنے کے خلاف اور ججوں کو ہٹانے کے خلاف سپریم کورٹ کے رجسٹرار کی طرف سے ایک کیس کیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے ہائی کورٹس کے چیف جسٹس کا ایک بنچ تشکیل دیا جنہوں نے اس کیس کو سنا اور پھر دسمبر 2019ء میں پرویز مشرف کے لئے سزائے موت کی سزا سنائی۔ اس پر فوج نے ردعمل دیا اور پھر اگلے مہینے ہی یہ سزا لاہور ہائی کورٹ نے معطل کر دی اور پھر فیصلہ دینے والے جج سیٹھ وقار کا پراسرار حالات میں انتقال ہو گیا۔

اب سپریم کورٹ نے جنوری 2024ء میں اس کے خلاف اپیل مسترد کر کے فیصلہ کو برقرار رکھا ہے۔ تاہم 2019ء میں پرویز مشرف زندہ تھے اور اب وہ وفات پا چکے ہیں لہٰذا یہ فیصلہ علامتی ہی ہے مگر بڑا غنیمت ہے۔ تاکہ مستقبل میں کوئی اس طرح کا قدم نہ اٹھائے۔

6 بھارت میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر کا افتتاح

22 جنوری 2024ء کو بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے اجودھیا میں 1992ء میں گرائی گئی بابری مسجد کے مقام پر رام مندر کی تعمیر کے مکمل ہونے پر اس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر 8 ہزار سے زائد مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ بھارت میں چند ماہ کے بعد الیکشن ہیں اور اس تقریب کو حکمران جماعت بی جے پی کی کامیابی اور وعدے کی تکمیل کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔ بی جے پی کی حکومت ایک لمبے عرصے سے برسرِ اقتدار ہے اور وہ روایتی سیکولر انڈیا کی بجائے ہندومت کے

احیاء اور فروغ کی علامت ہے۔ عالمی سطح پر وہ اسرائیل کی حمایت کر رہی ہے اور حیران کن طور پر عرب ممالک سے بھی بہتر تعلقات میں کامیاب ہے۔ ہندوستان میں جس کی بنیاد سیکولرازم پر تھی، ہندومت کا احیاء اور بی جے پی کی حکومت کی ایسی سرگرمیاں مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ مساجد کی شہادت اور اس کی جگہ مندر کی تعمیر اور چکا چوند کے ساتھ اس کا افتتاح مسلمانوں کی دل شکنی کا غماز اور بے بسی کی علامت ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو بھی اپنی حکمت عملی کا ازسرِنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ابھی تو مسلمانوں اور پاکستان کو مزید محتاط ہونے کی ضرورت ہے کہ عوامی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے کوئی بڑا واقعہ کر کے اس کا الزام مسلمانوں پر لگایا جاسکتا ہے۔

7 افغانستان کی تازہ صورت حال

● 29 دسمبر کو افغان وزیر برائے مہاجرین خلیل الرحمٰن حقانی نے کہا کہ ٹی ٹی پی کے بانی امیر نے پاکستانی سکیورٹی اہلکاروں کے بدلے میں ان سمیت کئی طالبان رہنماؤں کو رہا کروایا تھا۔ ● 3 جنوری کو قندھار کے گورنر شیریں اخوند نے پاکستانی وزیر خارجہ سے باہمی معاملات کے حوالے سے ملاقات کی۔ ● پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی میں کچھ ٹھہراؤ آیا ہے۔ 7 جنوری کو پاکستانی سیاستدان اور علماء کے بڑے طبقے کے نمائندہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے افغانستان کا 6 روزہ دورہ شروع کیا، اس کا مقصد تناؤ میں کمی اور تنازعات پر افہام و تفہیم تھا۔ انہوں نے پہلے روز کابل میں نائب وزیر اعظم سے اور 8 جنوری کو وزیر اعظم ملا محمد حسن اخوند سے ملاقات کی اور تمام پڑوسی ممالک کے لیے مسائل نہ پیدا کرنے پر گفتگو ہوئی۔ پھر 10 جنوری کو طالبان امیر ملا ہیبت اللہ اخوندزادہ سے بھی قندھار میں ملاقات کی۔ 12 جنوری کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے مختلف وزراء سے ملاقاتیں کیں پھر واپس روانہ ہوگئے۔ ● کابل کے علاقے دشت بوچی میں چند دنوں میں 3 دھماکے ہوئے ہیں۔ ● 13 جنوری کو طورخم بارڈر پر ڈرائیور لوگوں کے ویزے لینے کی پابندی کی وجہ سے تجارت بند ہوگئی۔ ● 14 جنوری کو صوبے نیمروز کے گورنر ہاؤس پر خودکش حملے کی ناکام کوشش ہوئی۔ ● 21 جنوری کو صوبہ بدخشاں میں چھوٹا مسافر طیارہ گر کر تباہ ہوگیا، جس میں دو لوگ ہلاک اور 4 زخمی ہوئے۔

حاملِ قرآن کو کیسا ہونا چاہیے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: يَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حاملِ قرآن کو چاہیے کہ

أَنْ يُعْرَفَ بِلَيْلِهِ إِذَا النَّاسُ نَائِمُونَ، وَبِنَهَارِهِ إِذَا النَّاسُ مُفْطِرُونَ،

وہ اپنی رات سے پہچانا جائے، جب لوگ سو رہے ہوں

وہ اپنے دِن سے پہچانا جائے، جب لوگ کھانے پینے میں مگن ہوں

وَبِحُزْنِهِ إِذَا النَّاسُ يَفْرَحُونَ، وَبِبُكَائِهِ إِذَا النَّاسُ يَضْحَكُونَ،

وہ اپنے غم (تفکر) سے پہچانا جائے، جب (غافل) لوگ خوشیاں منا رہے ہوں

وہ اپنے رونے سے پہچانا جائے، جب لوگ ہنسنے میں لگے ہوں

وَبِصَمْتِهِ إِذَا النَّاسُ يَخْلِطُونَ، وَبِخُشُوعِهِ إِذَا النَّاسُ يَخْتَالُونَ،

وہ اپنی خاموشی سے پہچانا جائے، جب لوگ (لغو) گپیں ہانک رہے ہوں

وہ اپنے خشوع سے پہچانا جائے جب لوگ غرور وتکبر میں مبتلا ہوں

وَيَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ

اور حاملِ قرآن کو چاہیے کہ

أَنْ يَكُونَ بَاكِيًا مَحْزُونًا حَلِيمًا حَكِيمًا سِكِّيتًا،

وہ آنسو بہانے والا، فکرمند، حلیم و بردبار، دانا و باوقار اور خاموش مزاج ہو

وَلَا يَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ

اور حاملِ قرآن کو زیبا نہیں کہ

أَنْ يَكُونَ ...... وَلَا صَخَّابًا وَلَا صَيَّاحًا وَلَا حَدِيدًا

وہ شور وغل مچانے والا، چیخنے چلانے والا اور تیز مزاج ہو

مصنف ابن ابی شیبہ

فرمودۂ اقبال

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!

بُتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے!

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!

اِسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہوں مآلِ سکندری کیا ہے!

کسے نہیں ہے تمنّائے سروری لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے!

خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے شاعری کیا ہے!

(بالِ جبریل)

الحمدُ للہ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

کی مطبوعات

خیریت تعلّم وتعلیم قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں	16/-
جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء۔2010ء)	240/-
یاجوج ماجوج؟	350/-
21 اسلامی انقلابی شخصیات (حصّہ اوّل)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیات (حصّہ دوم)	130/-
21 اسلامی انقلابی شخصیات (حصّہ سوم)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیات (مکمّل)	زیرِ طبع دوم
صہیونیّت قرآن مجید کے آئینے میں	425/-
10 علاماتِ قیامت حدیث مبارکہ کی وضاحت	165/-
اُمت مسلمہ کے مستقبل کی تشکیلِ نو میں اہل قلم کا رول	50/-
درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟	120/-
تعمیرِ سیرت و کردار	450/-
قرآن مجید کے حقوق	40/-
بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام؟	65/-
بصری مشاہدہ و نظری حقیقت	170/-

Vol 18
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
FEBRUARY 2024
No 02

فکرِ فاروقیؒ

گزشتہ 70 سال سے دنیا میں اس عالمی صیہونی استعمار کا غلبہ قائم ہے۔اقوامِ متحدہ کے پانچ مستقل اَرکان اس صیہونی استعمار کے عالمی مُہرے ہیں۔ دراصل یہ عالمی حکومت صیہونیت کی حکومت ہے۔اس کے لیے ایک عالمی کرنسی 'DOLLAR' کے نام سے رائج ہے اور دنیا بھر کی اقوام سے متعلق پالیسی فیصلے اسی UNO کے فورم پر ہوتے ہیں اکثر فیصلے صرف سیکولر ہی نہیں مذہب دشمن اور بالخصوص اسلام دشمن ہوتے ہیں حالانکہ UNO کے چارٹر میں کسی مذہب (اور دین) کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دینے کا اصول طے ہے۔

اس عالمی ادارے کے زخم خوردہ ویسے تو سارے ہی مسلمان ممالک ہیں (اس لیے کہ UNO کا اصل چہرہ صیہونی عزائم کی تکمیل ہی ہے) تاہم پاکستان بنتے ہی دسمبر 1948ء میں بھارت نے کشمیر پر غاصبانہ قبضے کے لیے اپنی فوجیں داخل کردی تھیں۔جس کے جواب میں پاکستان نے بھی دفاع کے لیے افواج بھیج دیں اور بہت سارا علاقہ فتح بھی کرلیا مگر بھارت کے وزیراعظم پنڈت نہرو اس قضیئے کو UNO لے گئے۔وہ دن اور آج کا دن اقوامِ متحدہ کے ادارے کو نامعلوم کیا ہوگیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوسکا۔اور صیہونی عزائم کی روشنی میں دیکھیں تو UNO کے فورم پر مسئلہ کشمیر کبھی حل بھی نہیں ہوگا کہ UNO پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کے طور پر کبھی پُرسکون (TENSION FREE) ماحول فراہم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔نہ عالم اسلام کا سکون UNO کے پیش نظر ہے۔شام کے سُنّی مسلمانوں کی خونچکاں سرگزشت ہو یا فلسطین کے مسلمانوں کی،افریقہ میں مسلمانوں کے خون کی ارزانی ہو یا برما کے مسلمانوں کا قتل عام، بھارت میں مسلمانوں کی کسمپرسی کی کیفیت ہو یا چیچنیا کے مسلمانوں کی،غرض کہیں بھی مسلمانوں کی حالت زار اس نام نہاد سیکولر اور عالمی ادارے کی سنگ دلی کو آمادۂ مداخلت نہیں کرسکتی۔یہ سُنّی مسلمان ہی ہیں جو یونان، لیبیا اور یورپی ممالک کے علاوہ امریکہ اور کینیڈا میں بھی ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ (حکمت بالغہ اپریل 18ء)